Regd No. L. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۳-۵۰ روپے
ممالک غیر
۷-۵۰ روپے
فی پرچہ ۱۲ نئے پیسے

THE WEEKLY BADR Qadian.

جلد ۱۰	۲۷ر شہادت ۱۳۴۰ ہش ۔ ۱۱ر ذیقعدہ ۱۳۸۰ھ ۔ ۲۷ر اپریل ۱۹۶۱ء	نمبر ۱۷

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۲ر اپریل ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ آج صبح نو بجے کی اطلاع مظہر ہے کہ

اس وقت حضور کی طبیعت بہتر ہے

احباب جماعت حضور انور کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازئ عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے۔ آمین۔

قادیان ۲۵ر اپریل ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ موصوف کے اہل و عیال تا حال پاکستان میں قیام فرما ہیں۔ اللہ تعالیٰ خیریت سے واپس لائے اور سفر و حضر میں سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔

دُنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے؟

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک پُر معارف تقریر

فرمودہ ۹ر اکتوبر ۱۹۴۶ء بمقام نئی دہلی

۹ر اکتوبر ۱۹۴۶ء بروز بدھ شام کو ساڑھے پانچ بجے کوٹھی نمبر ۸ یارک روڈ نئی دہلی کے وسیع صحن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ایک پبلک تقریر ہوئی جس میں کئی سو غیر احمدی اور غیر مسلم معززین تشریف لائے اور انہوں نے نہایت توجہ اور سکون کے ساتھ حضور کی تقریر کو سنا۔ اس تقریر کا موضوع یہ تھا کہ موجودہ بے چینی کا اسلام نے کیا علاج پیش کیا ہے۔ یہ تقریر ابھی تک شائع نہیں ہوئی تھی۔ الفضل ۲۰ / ۴ / ۶۱ میں شائع ہوئی ہے جسے افادہ احباب کے لئے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

مجھ سے خواہش کی گئی ہے کہ میں اس طریق کار پر روشنی ڈالوں جو اسلام نے موجودہ بے چینی بے اطمینانی اور بدامنی کو دور کرنے کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

دنیا کی بے چینی

اور بدامنی اتنی اہم اور اتنی وسیع ہے کہ شاید اس دنیا کے پردہ پر اتنی وسیع بدامنی اور بے چینی کبھی نہیں ہوئی۔ اور اس کے اس قدر مختلف اسباب پائے جاتے ہیں کہ ان کے متعلق سرسری نظر ڈالنا بھی کوئی آسان کام نہیں۔ کجا یہ کہ اس کی حقیقت کو بیان کیا جائے اور اسلام کی تعلیم کو کھول کر بیان کیا جائے اور خطیب جلسہ میں جب لفظ ترجمہ اس وقت ساڑھے پانچ بجے شروع ہو رہا ہے۔ آجکل چھ بج کر ۸ منٹ پر سورج غروب ہوتا ہے۔ اور مغرب کا وقت زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ اور ۵ منٹ ہوتا ہے۔ اگر مغرب کے وقت میں سے بھی کچھ وقت لے لیا جائے۔ تو وہ ۱۵-۲۰ منٹ ہو سکتا ہے۔ اس تھوڑے سے وقت میں اتنے وسیع مضمون کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اگر میں ساڑھے چھ بجے تک بھی تقریر کروں۔ تو بمشکل سے ایک گھنٹہ وقت مل سکے گا۔ بہرحال میں کوشش کروں گا کہ مجمل طور پر اختصار سے روشنی ڈالوں۔ میں سب سے پہلے اس بات پر زور دینا چاہتا ہوں اور اس بات کی طرف آپ کی توجہ منعطف کرانا چاہتا ہوں کہ دنیا کے یہ فسادات کسی نئی چیز اور نئے سبب کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئے بلکہ

فسادات کی وجوہ

وہی ہیں جو آدم سے لیکر اب تک پیدا ہوتی چلی آئی ہیں۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جو اپنا منبع بیرونی دنیا میں رکھتی ہیں۔ اور جو چیزیں اپنا منبع بیرونی دنیا میں رکھتی ہیں۔ وہ بدلتی رہتی ہیں۔ جیسے پہلے وقتوں میں لوگ اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ اور اب ریلیں۔ کاریں اور ہوائی جہاز نکل آئے ہیں۔ لیکن جہاں تک لڑائی جھگڑے اور فساد کا تعلق ہے۔ وہ انسانی دماغ شروع سے لے کر اب تک ایک ہی رنگ میں چلے آتے ہیں۔ جب انسان کو غصہ آتا ہے تو اس کے دماغ میں ہیجان پیدا ہوتا ہے اس کا دوران خون تیز ہو جاتا ہے۔ اور چہرہ پر بھی اس کے اثرات ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جو کیفیت غصہ کے وقت انسانی دماغ کی پہلے زمانہ میں ہوتی تھی۔ اب بھی ہوتی ہے۔ پہلے زمانہ میں اگر کسی کو غصہ آتا تھا۔ تو وہ دوسرے کے سر پر مکہ مار دیتا تھا۔ پھر اور ترقی ہوئی تو لوگوں نے سونٹے کا استعمال شروع کیا۔ پھر اور ترقی ہوئی تو لوگوں نے تیر کمان کا استعمال شروع کیا پھر اور ترقی ہوئی تو بندوق کا استعمال شروع ہوا۔ اور اب اس سے بڑھ کر لوگوں نے غصہ کو فرو کرنے کے لئے بم اور ایٹم بم کا استعمال شروع کر دیا۔ مگر

غصے کے اسباب

وہی ہیں جو پہلے تھے۔ اور جو کیفیت غصے سے انسانی قلب اور دماغ کی آج سے دس ہزار سال پہلے پیدا ہوتی تھی۔ وہی آج پیدا ہوتی ہے۔ کوئی نیا سبب پیدا نہیں ہوا۔ کوئی شخص دنیا کی عمر لاکھوں سال کی بتاتا ہے کوئی ہزاروں سال کی بتاتا ہے۔ بہرحال غصہ کو ظاہر کرنے کے لئے جو ہیجان انسانی دماغ میں ابتدائی زمانہ میں پیدا ہوتا ہے۔ صرف اس ہیجان کو ظاہر کرنے کے لئے کسی وقت کوئی تدابیر اختیار کر لی گئی۔ اور کسی وقت کوئی تدبیر اختیار کر لی گئی۔ پس اس دنیا میں جو

بدامنی اور فسادات

پیدا ہو رہے ہیں۔ ان کے لئے کسی نئی تدبیر کی ضرورت نہیں بلکہ انسانی دماغ پر غور کرنا چاہیئے کہ انسانی دماغ کیوں کسی کے خلاف برانگیختہ ہوتا ہے۔ اور اس میں کیوں حدت اور تیزی اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ اگر ہم ان وجوہ پر غور کریں۔ تو ہم نتیجہ

بدامنی کا علاج

دریافت کرنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ محض اس لئے کہ چونکہ یہ حالات نئے زمانہ میں پیدا ہوئے اس لئے ہمیں کسی نئی تجویز پر غور کرنا چاہیئے بے وقوفی کی بات ہے۔ اس مرض کا علاج جیسے آدم کے زمانہ میں تھا ویسا ہی آج ہے۔ آج بھی انسانی دماغ ویسا ہی ہے۔ انسانی دماغ میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوا۔ لیکن بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو سیدھی سادی اور فطری تجویزوں کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ ہم کوئی نیا علاج نکالیں۔

ان لوگوں کی مثال

لال بجھکڑ کی سی ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کسی کی بہو نئی آئی تھی ساس سے جب ہمسایوں کے گھر سے مٹھائی آئی۔ تو اس نے سرہانے مارے ستون سے چمٹ کر اور ستون کے دونوں طرف بازو پھیلا کر مٹھائی لے لی۔ مٹھائی تو دونوں ہاتھوں میں لے لی۔ لیکن دونوں بازؤں کے درمیان ستون آگیا۔ اب اگر وہ ہاتھ نکالے تو مٹھائی گر جاتی تھی۔ اور وہ مٹھائی بھی گرانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اسی حالت میں تھی کہ سسر جو کہیں باہر گئے ہوئے تھے وہ آ گئے۔ انہوں نے بہو کو اس حالت میں دیکھا تو

بہت پریشان ہوئے

کہ اب کیا کیا جائے۔ ان کو کسی نے کہا کہ ہم لال بجھکڑ سے جا کر اس کا حل پوچھیں۔ وہ لال بجھکڑ کے پاس گئے۔ تو اس نے ... دیکھ اور دیکھ کر کہا پہلے مکان کی چھت اتارو۔ پھر ستون کی اینٹیں نکال لو۔ اس طرح لڑکی کے بازو ... گے چنانچہ انہوں نے اس طرح کرنا شروع کر دیا۔ مکان کی چھت اتار رہے تھے کہ کوئی شخص ... کے علاقہ سے ... پوچھا ...

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ ... اردو

ہفت روزہ بدر قادیان — مورخہ ۲۷ اپریل ۱۹۶۱ء

احمدیت کے آئینے میں

ہر لحاظ ظاہر یہ ایک مسرت کا مقام ہے کہ ہماری جماعت نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے جہاد میں ایک ایسا اہم اور نمایاں کردار ادا کیا ہے کہ آج دنیا کا اکثر حصہ یہ اعتراف کرنے پر مجبور ہو رہا ہے۔ کہ خدمت اسلام اور قربانی کی جو روح جماعت احمدیہ میں پائی جاتی ہے اس کی مثال آج روئے زمین پر ناپید ہے۔ یہ غریب سی جماعت اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا عزم لے کر اٹھی۔ اسے اپنے شیر خواری کے زمانہ ہی میں بڑے بڑے مشہور شہ زوروں اور سربرآوردہ لوگوں سے واسطہ پڑا۔ اور مخالفت کی بے پناہ آندھیوں نے اس شیر خوار بچے کے قدموں کو لڑکھڑانا چاہا۔ لیکن یہ ننھا سا بچہ بھی نے روحانیت کا قوت بخش دودھ پیا تھا گھٹنوں کے بل چلنے لگا۔ مخالفت اور عدوان کے طوفان تیز ہوتے گئے۔ مگر تائید خداوندی زہر کو تریاق بناتی رہی جب اس کے جسم میں توانائی آئی تو یہ اپنی چار دیواری سے باہر نکل کر ارض پیمائی کرنے لگا۔ سرفروشی۔ قربانی اور جہد مسلسل کے جذبات سے معمور ہو کر اس نے پہلے تو پنجاب میں قلزم مخالفت کے طوفان کی بپھری ہوئی موجوں کے عین درمیان نئی دنیائیں دریافت کیں۔ اور پھر رفتہ رفتہ ایک معین تدریج کے ساتھ اس نے سارے ہندوستان میں اپنی نو آبادیاں قائم کر لیں۔ اور پھر اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے عزم کا نعرہ سے عالم بیمائی کی جرأت دلانے لگا۔ چنانچہ اس نے سات سمندروں کے پار جا کر شرک و کفر کی فضاؤں میں اپنی کمندیں پھینک دیں اور سفینہ پرندوں کو بچہ کا نشر وع کر دیا۔ اور آج جبکہ یہ ننھا سا بچہ اپنی قومی زندگی کے ستر سال پورے کر چکا ہے اس نے ساری دنیا سے اپنی اہمیت تسلیم کروا لی ہے۔ اور دنیا کے ہر گوشے میں احمدیت کا جھنڈا لہرا رہا ہے۔ عیسائیت کا طلسم تثلیث پاش پاش ہو چکا ہے۔ اور یورپ کے قریباً تمام ممالک میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے مشنوں اور مساجد کے میناروں سے بلند ہونے والی اذان کی آوازیں ناقوس کی صداؤں کا تعاقب کر رہی ہیں۔ عیسائیت جس کی اپنے پر حکومت اور سیم و زر کی بے پناہ قوت تھی۔ فریاد کناں ہے کہ احمدیت نے اس کے حلقوم کو اس طرح اپنی گرفت میں لے لیا ہے کہ اس کا دم نکلا ہی چاہتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا سب سے بڑا مقصد یہی تھا کہ یُحیِی الدِّینَ وَیُقِیمُ الشَّرِیعَۃ۔ چنانچہ یہ کام آپ نے اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء کی قیادت میں جماعت احمدیہ نے بدرجہ احسن ادا کیا۔ اور اس زمانہ کے مسلمانوں کی بدعملیوں کی وجہ سے اسلام کے حسین و جمیل چہرے پر جو گرد و غبار کی موٹی تہیں جم گئی تھیں ان کو صاف کیا۔ اور احکام اسلامی کی صحیح اور بہترین توضیح و تفسیر دنیا کے سامنے پیش کر کے ان کی برتری کا لوہا منوا لیا۔ اور جہاں تک دلائل کا تعلق تھا اس میدان میں احمدیت کے سامنے ادیان عالم کے نطق پر مہر لگ چکی ہے۔

لیکن اس وقت جبکہ ہم اسلام کا پرچم ہاتھوں میں لئے دیہہ بہ دیہہ قریہ بہ قریہ اور ملک بہ ملک پھر رہے ہیں۔ اور کامیابیاں خدا کے فضل سے ہر مقام پر ہماری منتظر ہیں۔ ہماری پوزیشن یہ ہے کہ گویا ہم نے دنیا کی مارکیٹ میں ایک جنس گراں مایہ لا کر رکھ دی ہے۔ اور چاروں طرف سے گاہک امڈ سے پڑتے ہیں۔ لیکن جنس کتنی ہی گرانقدر ہو گاہک اسے ٹھونک بجا کر دیکھتا ہے۔ مختلف پہلوؤں سے اسے پرکھتا ہے۔ اور شش جہت میں اس کی خامی کو تلاش کرتا ہے۔

اے احمدی! تو نے ستر سال کی عظیم الشان بے لوث اور مخلصانہ اور غیر منقطع قربانیوں سے اس جنس کو پروان چڑھایا ہے۔ تو نے تحریری کتاب کی صورت میں اسلام کی بہترین رنگ میں ترجمانی کی ہے ایسی ترجمانی کہ کسی کو اس میں تاب انکار نہیں۔ لیکن تو سنبھل جا کہ اب تیری عملی کتاب کا ورق الٹ رہا ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ وہ قیمتی، خوشنما اور زرق برق ملبوس جس کے بے عیب ہونے پر تو نے اپنا سارا زور بیان صرف کر دیا ہے وہ تیرے اپنے جسم پر کیسا سجتا ہے۔ کہیں اس میں ڈھیل تو نہیں۔ کہیں اس میں جھول تو نہیں۔ تو ایک مجسمہ اور شبیہ ہے۔ جیسے دوکاندار اپنے شوکیسوں میں نمائش کے لئے رکھا کرتے ہیں۔ تجھے خدا تعالیٰ نے اسلامی ملبوس کی نمائش کے لئے دنیا کی مارکیٹ میں کروڑوں نگاہوں کے سامنے جاذب نظر اور پرکشش بننے کے لئے پیش کر دیا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ گاہک کی نظروں سے اتر جائیں۔

اے احمدی ہوشیار ہو جا کہ تو شاہراہ اسلام پر ایک سنگ میل ہے جسے دیکھ کر رہروان زندگی قطع منزل کا نشان پائیں گے۔ لیکن اگر تو سڑک کے کنارے سے اکھڑ کر عین سڑک کے بیچ میں آ رہا تو زندگی کے قافلے تجھ سے ٹھوکر کھا جائیں گے۔ احمدیت کا کارواں تجھے دامن راہ میں کھڑا کر کے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہے تا کہ تو پیچھے آنے والوں کی راہنمائی کرے۔ اور نشاندہی کرے کہ یہی صداقت آسمانی کا جادۂ عظیم ہے۔ اگر تو اپنی جگہ سے ہل گیا اور تو نے اپنے اس فرض کو ادا نہ کیا تو یاد رکھ تیری یہ لغزش صرف تیرے ہی لئے نہیں بہت سے دوسرے لوگوں کے لئے بھی نقصان رساں ہو گی۔

اپریل کے "نگار" میں ہندوستان کے مشہور اور سرکردہ صحافی اور اہل قلم علامہ نیاز فتحپوری نے کسی غیر احمدی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے ہم اس کے لئے علامہ موصوف کے ممنون ہیں کہ انہوں نے بہت عمدہ جواب دیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اعتراض کرنے والے دوست جناب غلام محمد شاہ صاحب کشمیری .... کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے ہمیں یہ اطلاع دے کر احسان فرمایا ہے کہ تمہارا استادہ ایک سنگ میل اکھڑ کر شارع احمدیت کے عین درمیان پڑا ہے اور سینے عازمین منزل اس سے ٹھوکریں کھا کھا کر گزر رہے ہیں۔

پس اے احمدی بھائی! دلائل و منطق کے رو سے احمدیت سرفراز ہو چکی ہے۔ اب دنیا تیری احمدیت کے آئینے میں جھانک رہی ہے۔ اٹھ کر اگر اس پہ کہیں گرد جم رہی ہے تو اسے اپنی قوت عمل سے صاف کر دے، اگر کوئی داغ لگ رہا ہے تو اسے اپنے کردار کی رگڑوں سے صاف کر دے۔ اور ہر صبح دیکھ کہ تیرا آئینہ کہیں غبار آلود تو نہیں۔ کہیں دیکھنے والوں کی نگاہیں دھندلا تو نہیں جائیں گی۔

تجھے مبارک ہو کہ احمدیت اب اعتراضات کی زد سے نکل چکی ہے۔ لیکن اپنے سینے پر عمل کی ڈھال رکھ لے کہ اعتراضات کے تیروں کی بوچھاڑ نے ادھر کا رخ کر لیا ہے۔ اور وہ دیکھ کروڑوں گاہک چاروں اکناف عالم سے تیری طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔

اے ہمارے خدا جس طرح دلائل کی راہ میں تو نے ہماری نصرت فرمائی ہے۔ اسی طرح عمل کی راہ میں بھی ہماری راہنمائی فرما اور ہماری کمزوریوں پر چشم پوشی فرما۔

جناب مستری عبدالسبحان صاحب رضؓ درویش وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

قادیان ۲۵ اپریل۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک مخلص صحابی اور بزرگ درویش جناب مستری عبدالسبحان صاحب پرسوں مورخہ ۲۳ اپریل کو بوقت شب ۷۶ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اور بوجہ موصی ہونے کے کل آپ کو بہشتی مقبرہ قادیان میں قطعۂ صحابہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مستری صاحب مرحوم کو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ سنہ ۱۹۰۳ء میں جب حضرت اقدسؑ مولوی کرم دین جہلمی والے مقدمہ کے سلسلہ میں جہلم تشریف لے گئے۔ تو اس موقعہ پر موصوف کو حضرت اقدسؑ کی دستی بیعت کے علاوہ حضور کے پاؤں دبانے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ اس لحاظ قادیان میں مقیم صحابہ کرام میں سے آپ بھی تھے۔ تقسیم ملک کے وقت آپ نے قادیان میں مقیم رہ کر مقامات مقدسہ کی خدمت بجا لانے کی غرض سے درویشانہ زندگی کو ترجیح دی۔ آپ کو معماری کے کام سے خاص شغف تھا۔ اور باوجود پیرانہ سالی کے اپنے اخلاص اور محبت کے سبب ابتدائی زمانہ درویشی میں ایسی خدمات بجا لاتے رہے۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد آپ کی صحت نے اس کی اجازت نہ دی تاہم اپنے رہائشی کمرہ میں تلاوت قرآن کریم، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مطالعہ میں مصروف رہتے۔ آخری عمر میں قوت شنوائی میں بے حد کمی آ گئی مگر آنکھوں کی بینائی آخری وقت تک اچھی رہی۔ چنانچہ بغیر عینک کی مدد کے بآسانی لکھ پڑھ سکتے تھے۔

کل مورخہ ۲۴ اپریل کو نو بجے مہمان خانہ کے صحن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے درویشان قادیان کی ایک بڑی تعداد سمیت مرحوم کی نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ قطعہ صحابہ میں دفن کر دیا گیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ۔ احباب جماعت مرحوم کی بلندی درجات کیلئے دعا فرمائیں۔

دُنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے؟

(تقریر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ - بقیہ صفحہ اول)

کہ بات کیا ہے۔ لوگوں نے سارا واقعہ سنایا اس نے لال بجھکڑ سے کہا۔

یہ کونسی مشکل بات تھی

جس کے لئے تم چھت اتار رہے ہو۔ لڑکی کے ہاتھوں کے نیچے تھالی رکھ کر مٹھائی اس میں گرا لو۔ اور اس کے ہاتھ نکال لو۔ لال بجھکڑ نے کہا اگر اس طرح کیا جائے تو استادی کیا ہوئی۔ یہی حالت آجکل کے لوگوں کی ہے۔ وہ سوچتے ہیں۔ کہ ہم کوئی نیا حل نکالیں جس سے ہماری استادی ظاہر ہو۔ یہ غلط بات ہے۔ کہ

پہلے زمانہ کے لوگ

اونٹوں پر سفر کرتے تھے۔ اور اب لوگ ریلوں اور ہوائی جہازوں میں سفر کرتے ہیں یا پہلے زمانہ کے لوگ غصہ کے وقت خنجر لٹھ اور گھونسے سے کام لیتے تھے۔ اور آجکل کے لوگ بم اور ایٹم بم سے کام لیتے ہیں۔ لیکن انسانی دماغ ایک ہی قسم کا ہے اور فساد کی وجوہ بھی وہی ہیں جو پہلے تھیں۔

پس ہمیں کسی نئے علاج کے سوچنے کی ضرورت نہیں ہم آج اسی چیز کو استعمال کریں گے جو آج سے ہزاروں سال قبل استعمال کی گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ایک بات فسادات کے متعلق بیان فرمائی ہے کہ

فسادات کیوں ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے لو کان فیھما اٰلھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحٰن اللہ رب العرش عما یصفون۔ اگر زمین و آسمان میں ایک خدا سے زائد خدا ہوتے تو ان میں فساد اور لڑائی جھگڑے ہوتے۔ اور وہ لڑائی جھگڑے کی وجہ سے بے اطمینان رہتے اور یہ نظام عالم نہ چل سکتا۔ پس اللہ تعالیٰ جو رب العرش ہے شرک سے پاک ہے تم نظام عالم پر غور کر کے دیکھو کہ سارے کا سارا نظام ٹھیک طور پر چل رہا ہے۔ سورج اپنے اصل کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ زمین اپنے طریق پر حرکت کر رہی ہے۔ اور اس کی حرکت ایک قانون نظام کے ماتحت نظر آتی ہے۔ غرض اس دنیا کی تمام چیزوں میں ایک ایسا نظام نظر آتا ہے جو ایک دوسرے کو متحد کئے ہوئے ہے اور کسی چیز میں ٹکراؤ نظر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب ساری دنیا میں تمہیں ایک ہی نظام نظر آتا ہے۔ تو تم کس طرح کہتے ہو کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی دوسرا معبود بھی ہے۔ کیونکہ اگر دو ہوتے تو ان میں ضرور فساد ہوتا۔ اور

کائنات عالم کا نظام

اس طرح نہ چل سکتا۔ اب ہمیں فساد کی وجہ معلوم ہو گئی کہ جب کسی نظام میں خلل پڑ جائے تو فساد پیدا ہوتا ہے۔ اور جب ایک مرکز کے ساتھ متحد رہیں تو فسادات پیدا نہیں ہوتے۔ پس اس قانون کے ماتحت ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ جب کسی انسان کے دماغ پر دو حاکم ہوں تو وہ آرام میں نہیں رہ سکتا بلکہ یہ ضروری بات ہے کہ اس کے دماغ میں پراگندگی اور فساد پیدا ہو۔ مثلاً خدا بھی حاکم ہو اور اس کا نفس بھی حاکم ہو تو فساد پیدا ہوگا۔ یا خدا بھی حاکم ہو۔ اور اس کی قوم بھی اس پر حاکم ہو تو فساد پیدا ہوگا یا اس پر خدا بھی حاکم ہو اور اس کی

قوم کے رسم و رواج

بھی حاکم ہوں تو فساد پیدا ہوگا۔ یا خدا تعالیٰ بھی حاکم ہو اور اس کی حکومت بھی اس پر حاکم ہو تو فساد پیدا ہوگا۔ غرض کئی قسم کی ملامتیں پائی جاتی ہیں۔ جو شخص ان مختلف حکومتوں کے ماتحت ہوگا اسے کبھی بھی اطمینان قلب نہ ہوگا۔ ایک شخص مذہب کو بھی تسلیم کرتا ہے اور دوسری طرف اس کے تعلقات مغربی دنیا کے ساتھ بھی ہیں جو ایسے کاموں کی طرف اسے لے جاتے ہیں جو خلاف اسلام ہیں۔ اور اس وجہ سے نماز روزہ کے متعلق یہ سمجھنے لگ جاتا ہے کہ یہ پرانے زمانہ کی باتیں ہیں ادھر قرآن کریم اسے کہتا ہے کہ نماز پڑھو اور روزے رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو۔ لیکن جب وہ دوسرے لوگوں کی مجالس میں جاتا ہے تو وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو پرانے زمانہ کی باتیں ہیں۔ ایسا انسان آخر دہریہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس کے دل پر دو رستے طور پر یا تو

خدا تعالیٰ کی حکومت

قائم ہو سکتی ہے یا شیطان کی حکومت قائم ہو سکتی۔ دو کشتیوں میں پاؤں رکھ کر کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔ جب ایک طرف خدا تعالیٰ معبود ہو۔ اور دوسری طرف دوست معبود بنے ہوئے ہوں یا ایک طرف اللہ تعالیٰ معبود ہو اور دوسری طرف قوم اور اس کے رسم و رواج اور اس کا فلسفہ معبود بنا ہوا ہو تو ایسا شخص اطمینان سے نہیں رہ سکتا

کیونکہ قرآن کریم نے یہ اصول قائم کیا ہے۔ کہ جب دو حاکم ہوں گے فساد ضرور پیدا ہوگا چنانچہ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے کہ دنیا کی ترقی اور تباہی زمین و آسمان کے اتحاد پر موقوف ہے جب بھی فساد ہوتا ہے۔ زمین و آسمان کے بگاڑ سے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اولم یر الذین کفروا ان السمٰوٰت والارض کانتا رتقا ففتقنٰھما کہ کیا کفار نہیں دیکھتے کہ زمین و آسمان بند تھے یعنی نہ زمین اپنے روحانی پھل اور سبزیاں اُگاتی تھی اور نہ ہی آسمان وقت پر بارش برساتا تھا زمین آسمان بند ہو گئے تھے ففتقنٰھما پھر ہم نے ان میں کشائش کے سامان پیدا کئے اور ان کو اپنے انبیاء کے ذریعے کھول دیا۔ پس دنیا میں

ترقی اور کشائش

کے سامان تبھی پیدا ہوتے ہیں جب زمین و آسمان متحد ہو جائیں اور دنیا کی تباہی اور بربادی کے سامان بھی تبھی ہوتے ہیں۔ جب زمین و آسمان جمع ہو جائیں۔ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کی تباہی کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان سے بارش برسی اور زمین سے چشمے پھوٹ پڑے۔ اور اس طرح وہ قوم تباہ ہو گئی۔ اگر آسمان سے بارش برستی لیکن زمین سے چشمے نہ پھوٹتے تو وہ قوم تباہ نہ ہوتی یا اگر زمین سے چشمے پھوٹتے تو آسمان سے بارش نہ ہوتی تو وہ قوم بچ جاتی۔ مگر چونکہ

زمین و آسمان متحد ہو گئے

اس لئے وہ قوم تباہ ہو گئی۔ اسی طرح باقی انبیاء کے متعلق ہم دیکھتے ہیں کہ ان کے دشمنوں کی تباہی کی وجہ یہی ہوئی کہ زمین و آسمان ان کے خلاف ہو گئے اور وہ تباہ ہو گئے۔ پس حقیقت یہ ہے امن کامل ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ زمین و آسمان میں ایک حکومت نہ ہو۔ کامل امن اور کامل آزادی اسی وقت نصیب ہوگی جب زمین پر بھی خدا تعالیٰ کی بادشاہت اسی طرح قائم ہو جائے جس طرح آسمان پر ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو یہ دعا سکھائی کہ اے خدا جس طرح تیری بادشاہت آسمان پر ہے اسی طرح زمین پر بھی آئے۔ اس دعا میں حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی ففتقنٰھما کا مضمون ادا کیا ہے غرض یہ

امن کا ذریعہ یہی ہے

کہ یا تو وہ آدمی جن میں جھگڑا ہے الگ بیٹھیں اور یا پھر ایک شخص دوسرے کو مار دے اسی طرح یا تو دنیا میں کلی طور پر خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو جائے تو امن ہو جائے گا۔ اور یا پھر کلی طور پر شیطان کی حکومت قائم ہو جائے تو پھر بھی امن قائم ہو جائے گا

تو پھر بھی امن ہو جائیگا

جب سے یورپین لوگوں نے ہندوستان اور افریقہ وغیرہ پر قبضہ کیا ہے ان کی یہ کوشش رہی ہے کہ ان ملکوں کے لوگوں کو نکما کر کے ہم پورے طور پر ان ملکوں پر قابض ہو جائیں۔ لیکن آسمان کی حکومت ان کے ساتھ نہیں تھی۔ اس لئے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ اگر وہ ان ممالک کے متعلق آسمان سے فیصلہ کرا لیتے کہ ان ملکوں کے باشندوں کی اولادیں بند ہو جائیں۔ اور ان کی نسلیں منقطع ہو جائیں تو پھر یہ ہو سکتا تھا۔ لیکن

آسمان کی حکومت

ان کے ساتھ نہیں تھی۔ اس لئے بجائے اس کے کہ ہندوستان کی نسل بند ہوتی پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی جس وقت انگریز ہندوستان میں آئے تھے اس وقت ہندوستان کی آبادی بیس کروڑ تھی اور اب چالیس کروڑ سے کچھ اوپر ہے گویا پہلے کی نسبت دگنی آبادی ہو گئی۔ کیونکہ آسمانی بادشاہت کا یہ حکم تھا کہ ان کی نسلیں بڑھیں اسی طرح انگریزوں نے ہندوستان پر قبضہ تو کر لیا۔ لیکن ذہنیتوں کو غلام نہ بنا سکے ہاں اگر آسمان کی حکومت ان کے ساتھ ہوتی اور وہ فیصلہ کر دیتی کہ آئندہ جتنے بچے پیدا ہوں ان سب کی ذہنیت غلامانہ بنا دی جائے تو پھر کوئی شخص اس غلامی کو دور نہ کر سکتا۔ بے شک یورپ والوں نے مختلف ملکوں پر قبضہ کر لیا لیکن

ذہنیتوں کو غلام نہ بنا سکے

کیونکہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اگر اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کی ذہنیت غلامانہ بنا دیتا تو کوئی بھی بغاوت نہ کرتا۔ مثلاً کتے گھوڑے گدھے اور بیل سب اسی طرح کام کرتے چلے جاتے ہیں جس طرح آسمانی آقا نے حکم دیا ہے۔ تم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کتوں، گھوڑوں نے کبھی بغاوت کی ہو۔ وہ کوڑے کھاتے ہیں مگر پھر بھی خدمت کرتے ہیں۔ کیونکہ آسمان نے انہیں اسی لئے بنایا ہے۔ جس غرض کے لئے زمین تقاضا کرتی تھی۔ زمین چاہتی تھی کہ گھوڑا اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے۔ آسمان نے بھی اسے اسی مقصد کے لئے پیدا کیا۔ زمین چاہتی تھی کہ کتا مالک کے

گھر کا پہرہ دے۔ آسمان نے بھی اُسے اُسی کام کے لئے پیدا کیا۔ اس لئے اُن میں

بغاوت کا مادہ

ہی نہیں۔ لاکھوں ہزاروں سالوں سے یہ اسی طرح کام کرتے آرہے ہیں اور ان میں کوئی تغیر نہیں ہوا۔ کیونکہ انسان نے چاہا کہ وہ کتے پر حکومت کرے۔ آسمانی بادشاہت نے کہا ہاں بیشک حکومت کرو۔ انسان نے چاہا کہ گھوڑے پر حکومت کرے۔ آسمانی بادشاہت نے کہا ہاں بے شک حکومت کرو ہم نے اسی لئے اس کو پیدا کیا ہے۔ انسان نے چاہا بیل سے کھیتی باڑی کا کام لے آسمانی بادشاہت نے کہا۔ ہاں بے شک اس سے کام لو۔ پس جب آسمانی اور زمینی بادشاہت کا منشاء ایک ہو جاتا ہے تو کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا اور کوئی بغاوت نہیں ہوتی۔ لیکن آسمانی بادشاہت نے یہ فیصلہ کیا ہوا ہے۔ کہ انسان میرے سوا کسی دوسرے کا غلام بن کر نہ رہے دنیا کے بادشاہوں نے انسان کو غلام بنانے کیلئے ہر قسم کے حربے استعمال کئے ہیں لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔ کیونکہ

آسمانی بادشاہت کا منشاء

یہ نہیں۔ جبتک بادشاہوں نے محکوم قوموں کی اولادوں کی عقلوں کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ نئے نئے فلسفے ان کے سامنے رکھے تاکہ آزادی کا خیال ان کے دلوں سے مٹ جائے۔ مگر بالکل اسی طرح جس طرح پانی کی بھری ہوئی مشک کے سوراخ سے پانی اُچھل کر نکلتا ہے اور سوراخ زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ یہی حال انسان کی آزادی کا ہے۔ جتنا دبانے کی کوشش کی جاتی ہے اتنی ہی بغاوت پیدا ہوتی ہے پس حقیقی امن نہیں ہو سکتا جب تک آسمان اور زمین کی بادشاہت ایک نہیں ہو جاتی۔ یا خدا تعالےٰ کی بادشاہت زمین پر غالب آجائے یا شیطان کی حکومت آسمان پر غالب آجائے لیکن شیطان آسمان پر غالب نہیں آسکتا۔ ہاں اللہ تعالےٰ کی حکومت زمین پر غالب ہو سکتی ہے جس طرح آسمان اور زمین کی بادشاہتیں آپس میں اختلاف رکھتی ہوں تو امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر دنیا کی مختلف حکومتیں آپس میں اختلاف رکھتی ہوں تو امن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ

امن اور ترقی کا انحصار

اس بات پر ہے کہ مختلف اشیاء کا تبادلہ ہو سکے اور وہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا سکیں اور یہ فطرتی تقاضا ہے کہ لوگوں کی ضروریات آسانی سے ملتی رہیں لیکن چونکہ دنیا میں مختلف حکومتیں ہیں اس لئے ان سب کے مسائل الگ الگ ہیں۔ ان کے ترقیات کے

معیار الگ الگ ہیں۔ ان کے منافع الگ الگ قسم کے ہیں۔ اس لئے اس اختلاف کی وجہ سے لڑائی جھگڑا پیدا ہوتا ہے۔ پس

اصل سوال

یہ ہے

(۱) کہ کیا ساری دنیا پر خدا تعالےٰ کی بادشاہت آسکتی ہے۔ یعنی کیا ساری دنیا ایک مذہب پر قائم ہو سکتی ہے۔
(۲) کیا دنیا میں ایک حکومت قائم ہو سکتی ہے

سوال اول کا جواب نفی میں ہے۔ کیونکہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ مختلف قسم کے ذہنی اختلاف باقی رہیں گے۔ کیونکہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ تیرے متبعین اور تیرے ماننے والے تیرے نہ ماننے والوں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ متبعین بھی رہیں گے۔ اور منکرین بھی رہیں گے اور دونوں ہی قیامت تک رہیں گے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ بات اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقدر نہیں کہ تمام دنیا کا ایک ہی مذہب ہو جائے۔ پس معلوم ہوا کہ

خدائی بادشاہت

اس رنگ میں نہیں آئے گی کہ تمام دنیا ایک ہی دینی رنگ کے تابع ہو جائے اور کوئی کنبہ اور کوئی خاندان اس کا مخالف باقی نہ رہے۔

دوسرے سوال کا جواب بھی بظاہر یہی ہے کہ ابھی اس کا کوئی امکان نظر نہیں آتا۔ لیکن یہ چیز ناممکن بھی نہیں۔ اور کوئی مذہبی پیشگوئی ایسی نہیں جو اسے ناممکن قرار دیتی ہو۔ اور کوئی دنیوی وجہ بھی ایسی نہیں کہ ہم یہ خیال کریں کہ تمام دنیا میں ایک حکومت نہیں ہو سکتی۔ لیکن

موجودہ زمانہ میں

اس کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کے بغیر امن قائم نہیں ہو سکتا۔ تو ان مشکلات کا علاج کیا ہے؟ میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہے کہ جب تک ایک حکومت قائم نہ ہو سکے اس وقت تک کوشش کی جائے کہ مختلف حکومتیں آپس میں حقیقی طور پر اتحاد کریں۔ اگر یہ صورت ہو جائے تو یہ بھی ایک حکومت کے قائم مقام ہو سکتی ہے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور کلی طور پر اتحاد کرنا مشکل ہو تو پھر باوجود اختلاف کے حکومتیں اختلاف پر ہی قائم ہو جائیں۔ یعنی اس اختلاف کی وجہ سے لڑائی جھگڑا نہ کریں۔ بعض دفعہ دنیادار

لوگوں کے مونہوں سے بھی بعض

حکمت کی باتیں

نکل جاتی ہیں۔ گزشتہ جنگ کے بعد مسٹر لارڈ جارج فرانس کے ساتھ یہ مشورہ کرنے کے لئے گئے کہ جرمنوں کے ساتھ کن شرائط پر صلح کی جائے۔ فرانس والے یہ چاہتے تھے کہ جرمنی کا بہت سا حصہ ان کے سپرد کر دیا جائے۔ لیکن مسٹر لائڈ جارج یہ نہیں چاہتے تھے کہ جرمنی کا کوئی حصہ فرانس کے سپرد کیا جائے۔ کئی دن تک اس مسئلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی۔ آخر انہوں نے دیکھا کہ اختلافات کی خلیج وسیع ہوتی جا رہی ہے۔ اس لئے وہ گفتگو ختم کر کے واپس آگئے۔ لوگوں نے بحث کا بحث کا نتیجہ پوچھا تو انہوں نے کہا نتیجہ بہت اچھا رہا ہے۔ ہم نے ایک دوسرے کے

اختلاف پر اتفاق

کر لیا ہے۔ پس ہر اختلاف میں لڑائی نہیں ہوتی۔ بلکہ لڑائی وہاں ہوتی ہے جہاں انسان اپنی بات کو زور سے منوانے کی کوشش کرے۔ اور اس اختلاف کو بزور بازو دور کرنا چاہے۔ ورنہ ہر گھر میں مختلف طبائع ہوتی ہیں۔ اور مختلف کھانوں کو پسند کرتی ہیں۔ کوئی کدو نہیں کھاتا۔ کوئی آلو نہیں کھاتا اور کوئی کریلے نہیں کھاتا اور کوئی دودھ کو پسند کرتا ہے۔ اور کوئی چائے کو پسند کرتا ہے اور کوئی لسی کو پسند کرتا ہے۔ لیکن کیا ان باتوں پر گھروں میں لڑائیاں ہوتی ہیں۔ گو بعض اوقات ہو بھی جاتی ہیں۔ لیکن وہ صرف اس صورت میں ہوتی ہیں کہ کوئی شخص گھر والوں کو اس بات پر مجبور کرے کہ وہ باقی سب چیزیں چھوڑ کر فلاں چیز ہی پکایا کریں۔ ایسی صورت میں لڑائی کا امکان ہے۔ لیکن اس کا یہ مطالبہ بالکل احمقانہ ہوتا ہے پس اختلاف کو برداشت کرنا بھی امن کا ذریعہ ہے۔ دنیا میں امن پیدا کرنے کے

دو ہی ذریعے ہیں

کہ یا تو اختلاف کو مٹا دیا جائے اور مکمل اتحاد کی صورت پیدا کر لی جائے اور یا پھر اس اختلاف کو برداشت کیا جائے دنیا میں جب بھی نبی آتے ہیں تو لوگ ان کو مارتے اور دکھ دیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اس اختلاف کو برداشت نہیں کر سکتے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی لڑائی یہودیوں سے اس لئے نہ تھی۔ کہ تم مجھے ضرور مانو۔ بلکہ اس لئے تھی کہ یہودی آپ کو مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو۔ اور یہ اختلاف پیدا نہ کرو۔ اسی طرح رسول

کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

مکہ والوں سے لڑائی

اس لئے نہ تھی کہ تم مجھے ضرور مانو بلکہ اس لئے تھی کہ مکہ والے آپ کو اس بات پر مجبور کرتے تھے۔ کہ تم اپنا مذہب چھوڑ دو۔ اور ہماری قوم میں اختلاف پیدا نہ کرو ہم تمہارے اس اختلاف کو کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی وجہ لڑائی کی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون نے پیدا کی۔ اور یہی وجہ ہندوستان کے نبی کرشن اور رامچندر کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی۔ اور یہی وجہ ایران کے نبی زرتشت کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی اور یہی وجہ چین کے نبی کنفیوشس کے زمانہ میں ان کے دشمنوں نے پیدا کی۔ تمام زمانوں میں انبیاء سے لڑائی کی وجہ یہی تھی۔ حالانکہ نبیوں نے کسی کو اپنے ماننے کے لئے مجبور نہیں کیا۔ ہاں دشمن مجبور کرتے تھے کہ تم اپنا دعوےٰ چھوڑ دو اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے [illegible]

عرب میں غلبہ

عطا کیا تو آپ نے بحرین کے بادشاہ کے پاس وفد بھیجا اور ساتھ ہی اپنا ایک خط بھی دیا جس کی بنا پر وہ مسلمان ہو گیا۔ جب وہ مسلمان ہو گیا۔ تو اس نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خط لکھا۔ کہ میرے علاقے میں جو عیسائی اور مجوسی وغیرہ رہتے ہیں۔ ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ آپ نے اس کو لکھوایا کہ غیر مذاہب والے کو اسلام لانے پر مجبور نہ کرو۔ اور نہ ہی ان کو اپنے ملک سے نکالو۔ جو لوگ اپنے مذہب پر رہنا چاہیں انہیں اپنے مذہب پر ہی رہنے دو۔ ہاں ان سے ٹیکس وصول کرو۔ اگر وہ ٹیکس ادا کرتے جائیں تو تمہیں ان پر کسی طرح دباؤ ڈالنے کی ضرورت نہیں۔ اسلام کا یہ طریق بتاتا ہے کہ اسلام کسی کو مجبور نہیں کرتا کہ وہ ضرور اسلام میں داخل ہو۔ بلکہ وہ اختلاف کو برداشت کرتا ہے پس فساد کی وجہ صرف اختلاف نہیں۔ بلکہ ایسا اختلاف ہے جس کے چھوڑنے کیلئے دوسرے کو مجبور کیا جائے۔ اور دوسروں کو اپنے اندر شامل رہنے پر مجبور کیا جائے۔ دوسروں کو اپنے اندر شامل رکھنے کے لئے مجبور کرنا بظاہر اتحاد نظر آتا ہے مگر

یہی چیز فساد کا منبع ہے

جب کفار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو تکالیف دیتے تھے تو وہ یہی کہتے تھے کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے اور قوم میں

علاقہ جنوبی ہند کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب رکن تبلیغی وفد برائے جنوبی ہند

(۲)

جلسہ حیدرآباد یکم اپریل کو جماعت احمدیہ حیدرآباد دکن نے جوبلی ہال کے عقب میں جلسہ کا بند و بست کیا تھا۔ ٹھیک سات بجے رات جلسہ شروع ہو گیا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم حکیم محمد دین صاحب نے کی۔ کارروائی شروع ہونے سے پہلے اس جلسہ کی کامیابی و ناکامی کے متعلق رائیں مختلف تھیں۔ مگر جب جلسہ شروع ہوا۔ تو سامعین کافی تعداد میں آ گئے۔ اور ہمارے مقرروں نے تقریریں بھی اس جوش و خروش سے کیں کہ ایک سماں بندھ گیا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی۔ عنوان تھا "سیرت النبی صلعم اور برکات ختم نبوت"۔ آپ نے دوران تقریر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کریمانہ کی بڑے اچھے انداز میں وضاحت کی اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانی کا ذکر کیا۔

دوسری تقریر مکرم مولانا محمد سلیم صاحب کی تھی۔ عنوان تھا "اسلام اور اشتراکیت"۔ آپ نے پہلے اشتراکی اور اسلامی نظریۂ مساوات کا فرق واضح کیا اور بتایا کہ اشتراکیت جیسی مساوات چاہتی ہے۔ وہ قانونِ قدرت کے خلاف ہے۔ پھر چند اسلامی اور اشتراکی اقدار کا ذکر کیا اور اسلامی اقدار کی برتری بیان کی۔

تیسری تقریر خاکسار کی تھی۔ ہر تقریر کے لئے ایک ایک گھنٹہ کا وقت دیا گیا تھا۔ میری تقریر کا عنوان تھا "اقتضاء وقت اور موعود اقوام عالم کی بعثت"۔ میں نے پہلے ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی ان روایات کا حوالہ دیا۔ جن میں ایک آنے والے کی خبر دی گئی ہے۔ اور جن کے ظہور کا سبھوں کو انتظار ہے۔ پھر وقت کے تقاضوں۔ بندرھویں صدی عیسوی کے بعد جو انقلابات [illegible] ان کا ذکر کیا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعوے پیش کیا۔ اور اس مناسبت سے کہ حیدرآباد میں سید محمد جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والے بھی بستے ہیں۔ ان کے بعض دعاوی کا بھی ذکر کیا۔

یہ تینوں تقریریں بڑی توجہ اور دلجمعی سے سنی گئیں۔ رات کے ۱۱ بجے تک تقریروں کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد محترم صدر صاحب نے شکریہ ادا کرنے کے بعد اختتام جلسہ کا اعلان کیا۔

جلسہ ظہیرآباد ان جلسوں سے فارغ ہونے کے بعد اب ہم لوگوں نے ظہیرآباد کے لئے رختِ سفر باندھنا شروع کیا۔ اور ۲ر اپریل کو ٹھیک نصف النہار کے وقت ظہیرآباد کا سفر شروع کیا۔ اس سفر کا اور جلسہ ظہیرآباد کا سارا بندوبست بھی مکرم سیٹھ اسمٰعیل صاحب آف چنتہ کنٹہ نے کیا تھا۔ مکرم احمد حسین صاحب نائب امیر حیدرآباد، اور مکرم عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی کے علاوہ خدام کی ایک جمعیت بھی اس تبلیغی وفد کے ساتھ تھی یہاں آنے کے بعد مکرم عبداللہ صاحب بی۔ ایس۔ سی نے اپنے اثر و رسوخ سے لاؤڈ سپیکر کا اجازت نامہ حاصل کر لیا۔ جلسہ شروع ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے کی۔ اس جلسہ میں پہلی تقریر مکرم حکیم محمد دین صاحب کی۔ دوسری مکرم مولانا امینی صاحب کی اور تیسری میری۔ چوتھی صدارتی تقریر جناب مولانا محمد سلیم صاحب نے کی۔ چنانچہ نہایت حسن و خوبی سے اہالیانِ ظہیرآباد کو تبلیغ کی گئی۔ وہاں مخالفوں کا ایک طبقہ بھی ہے۔ اس لئے انہیں بھی مدنظر رکھا گیا۔ جب ہمارا جلسہ پرامن طور پر ختم ہو گیا تو ایک شخص نے اسی وقت ہمارے خلاف ایک جلسہ کا اعلان کیا۔ لیکن اس اعلان کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ اور ہم لوگ جلسہ کے بعد رات کو ہی حیدرآباد کے لئے روانہ ہو گئے۔

چنتہ کنٹہ ۳ر اپریل کو حیدرآباد سے چنتہ کنٹہ کے لئے روانہ ہونا تھا۔ مکرم سیٹھ معین الدین صاحب آف چنتہ کنٹہ ہم لوگوں کو لینے کے لئے دن کے ½۱ بجے آ گئے۔ اور محمد اللہ محبوب نگر ہوتے ہوئے رکاتے شام کے ۵ بجے چنتہ کنٹہ پہونچ گئے۔ ہم لوگ جب یہاں پہونچے تو جشن کا ایک ہنگامہ برپا نظر آیا۔ مکرم سیٹھ صاحب موصوف نے اطراف کے بیسیوں معززین غیر مسلموں کو بھی مدعو کیا تھا۔ وہ کھانے پر بھی مدعو تھے۔ سامعین میں زیادہ تعداد انہیں لوگوں کی تھی۔ علاقے کے سرکاری حکام بھی آئے ہوئے تھے۔

بعد مغرب جلسہ شروع ہوا۔ صدارت کے لئے مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب کا نام منتخب کیا گیا تھا۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مولانا محمد سلیم صاحب کی ہوئی۔ سیرت النبی کے عنوان پر آپ نے مسلمانوں اور غیر مسلموں کے سامنے نہایت مؤثر انداز میں سیرت محمدی پر روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ عنوان تھا "ہندو مسلم اتحاد"۔ میں نے پہلے گیتا کے چند شلوک پڑھے۔ اور اسلام و گیتا کی بعض تشریحات کا موازنہ کیا۔ ہندوؤں پر اس تقریر کا بہت اچھا اثر ہوا۔ اس کے بعد ایک مقامی دوست عبدالرزاق صاحب نے تھوڑی دیر کے لئے کنڑی زبان میں تقریر کی۔ پھر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے "امن عالم" کے موضوع پر تقریر کی اور اسلام نے قیام امن کے جو ذرائع بتائے ہیں وہ بیان کئے۔ اتنی کارروائی کے بعد صدر محترم نے جلسہ کے برخاست ہونے کا اعلان کیا۔ رات ہم لوگوں نے چنتہ کنٹہ میں ہی گذاری۔ دوسرے دن یعنی ۴ر اپریل کو کرنول کا پروگرام تھا۔

جلسہ کرنول مکرم سیٹھ معین الدین صاحب ہم لوگوں کو اپنی جیپ میں بٹھا کر ریلوے اسٹیشن لائے۔ اور وہاں سے ہم لوگ کرنول کو روانہ ہو گئے۔ مکرم سیٹھ صاحب موصوف بھی ہمارے ساتھ تھے۔ شام کے ۹ بجے ہم کرنول پہونچ گئے۔ اسٹیشن پر کرنول کے احمدی احباب کے علاوہ چند غیر احمدی دوستوں نے بھی استقبال کیا۔ اسٹیشن سے ہم لوگ سیٹھ صاحب موصوف کے کارخانہ آ گئے۔ اور یہیں قیام کیا۔ شام کو ایک غیر احمدی وکیل نے ہم لوگوں کو چائے پر بلایا تھا۔ چنانچہ وہاں بھی گئے۔ اور بہت سے لوگ مدعو تھے سبھوں کے ساتھ چائے پی۔ شہر کے بعض سرکردہ اشخاص سے تبادلۂ خیالات کا موقع ملا۔ جیسے نواب ظلمت اللہ خان صاحب۔ یہ کرنول میں اردو کے زبردست حامی ہیں۔ اس لئے کچھ دیر تک ان سے زبان اردو پر گفتگو کی گئی۔ انہیں بدترپڑھنے اور لائبریری میں منگانے کی تحریک کی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اردو پر بھی گفتگو ہوئی۔

اس کے بعد ایک مقامی ہائی سکول کونسل ہائی سکول میں ہم لوگوں کی تقریریں تھیں۔ وہاں پہونچے اور جلسہ شروع ہوا۔ بہت سے سنجیدہ حضرات شریک جلسہ ہوئے۔

اس جلسہ کی صدارت مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے کی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی کی ہوئی۔ عنوان تھا اتحاد عالم۔ آپ نے اس موضوع پر اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا۔ دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ عنوان تھا "اسلام اور اشتراکیت"۔ میں نے اس تقریر میں اس شعر کی وضاحت کی کہ

غرض اک دن کا میرے ہاتھوں میں ہوگا

بخارا نسخ باتوں باتوں میں ہوگا

اور بتایا کہ بظاہر اس پیشگوئی کا ظہور دشوار معلوم ہوتا ہے۔ مگر یہ پیشگوئی اسی طرح پوری ہوگی۔ جس طرح خدا کے نبیوں کی دوسری پیشگوئیاں مخالف حالات میں پوری ہوئیں۔

میرے بعد محترم صدر جلسہ نے صدارتی تقریر کی۔ اور بات سے بات اس طرح نکلتی گئی کہ یہ تقریر ایک گھنٹہ تک دراز ہو گئی۔

اختتام جلسہ کے بعد اردو کلب کے چند سرگرم ممبروں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ایسی تقریریں پبلک میٹنگ میں بھی ہونی چاہئیں۔ اور درخواست کی کہ یہاں اور ایک دن جلسہ ہونا چاہیئے۔ لیکن ہم لوگوں کے پروگرام میں کرنول کے لئے صرف ایک دن مختص تھا۔ اس لئے یہ تبلیغی وفد دو حصوں میں بانٹ دیا گیا۔ مکرم مولوی امینی صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب کرنول ہی ٹھہر گئے۔ اور میں اور

بقیہ صفحہ عنبر ۲

اتحاد پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ جب حضرت موسیٰ کی قوم کو فرعون نے تکلیفیں دیں۔ تو وہ بھی یہی دعوے کرتا تھا کہ میں قوم کو متحد کرنا چاہتا ہوں اور قوم کو ایک کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن (حضرت) موسیٰ اور اس کے ساتھی قوم کے لئے افتراق کا باعث بن رہے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اسی لئے تکالیف دی گئیں کہ یہ شخص قوم میں اختلاف کی روح پیدا کرنا چاہتا ہے۔ اور اس طرح قوم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی اسے اس کام سے باز رکھنا چاہیئے۔ تو

دعویٰ سب کا یہی تھا

کہ ہم اختلاف کو دور کرنا چاہتے ہیں اور قوم کو ایک کرنا چاہتے ہیں۔ مگر کسی قوم کا جبری طور پر اختلاف کو مٹانا ہی فساد کا موجب ہے۔ جب ایک شخص کسی اصولی بات پر دل سے قائم ہے تو وہ اُسے جبراً چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوگا۔ اور جب اسے مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس بات کو چھوڑے تو لازمی بات ہے کہ لڑائی ہوگی اور وہی بات جو بظاہر اتحاد کا ذریعہ نظر آتی ہے فساد اور جھگڑے کا موجب بن جائے گی۔ (باقی)

مکرم مولوی حکیم محمد دین صاحب اسی وقت کرنول سے ہبلی کے لئے روانہ ہوگئے۔

جلسہ ہبلی

ہم دونوں دوسرے دن شام کے ۵ بجے ہبلی پہونچے۔ اسٹیشن پر مکرم چوہدری مبارک علی صاحب، احباب جماعت کے ساتھ موجود تھے۔ پھولوں کے ہار پہنائے گئے۔ پھر ہم دونوں کو "کامٹ" نامی ایک ہوٹل میں لایا گیا۔ جہاں ہم دونوں کے قیام کا انتظام تھا۔

یہاں آکر سفر کی ساری صعوبتیں فراموش ہوگئیں۔ رہائش کا نہایت آرام دہ بندوبست تھا۔

آج ہی رات کو جلسہ کا پروگرام تھا۔ جلسہ گاہ نہایت موزوں جگہ پر تھی۔ یہ جلسہ مکرم حکیم محمد دین صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے تعارفی تقریر کی۔ پھر ایک بچے نے کنڑی زبان میں ایک تقریر کی۔ اس کے بعد میری باری آئی۔ حاضرین چونکہ زیادہ تر ہندو تھے۔ اور اچھے طبقہ کے اس لئے میں نے گیتا اور قرآن کے عنوان پر تقریر کی۔ جا بجا گیتا کے شلوک بھی پڑھتا گیا۔ گیتا کے دیو سوان دیوتا اور رب العالمین کی تشریح کی۔ یہ تقریر ٹھیک ایک گھنٹہ تک ہوئی۔ حاضرین آخر تک نہایت دلچسپی سے سنتے رہے۔

اس کے بعد صدر محترم نے اختتام جلسہ کا اعلان کیا۔

دوسرے دن یعنی ۷ر اپریل کو مولوی امینی صاحب اور مولوی محمد سلیم صاحب امیر وفد بھی کرنول سے ہبلی آگئے۔ ان کی زبانی معلوم ہوا کہ ۶ر اپریل کو کرنول میں اردو کلب والوں کے زیر اہتمام ایک جلسہ ہوا جس میں ہمارے مبلغوں نے نہایت سلیقہ سے اجراء نبوت اور وفات مسیح کے مسائل پر بھی روشنی ڈالی۔ کرنول کے جلسے سیٹھ معین الدین صاحب آف جنتہ کنٹہ کی زیر سرپرستی ہوا کرتے ہیں۔ احباب میں سے مکرم سید محمود علی صاحب بہت نمایاں حصہ لیتے ہیں۔ اور جلسہ بھی بہت کامیاب ہوئے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

ہبلی آنے کے بعد ان دونوں علماء کرام نے آج کے پروگرام میں حصہ لیا۔ آج کا جلسہ مکرم قاضی امیر الدین صاحب احمدی ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ کی صدارت میں ہوا۔

پہلی تقریر مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے "امن عالم" کے عنوان پر کی۔ یہ تقریر خوب ہی پسند کی گئی۔ اس لئے کہ اس وقت سبھی امن کے خواہشمند ہیں۔

دوسری تقریر مکرم مولانا محمد سلیم صاحب کی ہوئی۔ آپ نے کرشن جی

رام چندر جی لچھمن اور سیتا کے اعلیٰ کردار پر روشنی ڈالی۔ اور ان کے مقابل پر ساتھ حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایمان افروز اسوۂ حسنہ سنائے گئے۔ ہندو حضرات اس تقریر سے بہت محظوظ ہوئے۔

تیسری تقریر ایک ہندو پنڈت نے کنڑی زبان میں کی۔ یہ تقریر مزاحیہ انداز میں تھی۔ اس میں جماعت احمدیہ کی خدمات کو بھی سراہا گیا۔

چوتھی تقریر خاکسار کی تھی۔ میں نے اس امر پر روشنی ڈالی کہ دنیا میں وہی جماعت کامیاب ہوتی ہے جو خدا اور اس کے رسول کے نام پر قائم کی جاتی ہے۔ میں نے اس پر گیتا کا آخری شلوک پڑھ کر سنایا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "پیغام صلح" کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ اور کہا کہ آج ہم پیشوایان مذاہب کے احترام و ایمان اور گائے وغیرہ کے متعلق جو باتیں کہتے ہیں یہ پرانی بات ہے۔ یہ تجویز جماعت احمدیہ کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں پیش کی تھی۔ اور ہم لوگ وہی پرانی بات بار بار دہراتے رہتے ہیں۔

میں نے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کے اس مسلک پر روشنی ڈالی کہ جس ملک میں رہو اس کی وفاداری کرو۔ رات کا ایک بج گیا تھا۔ لیکن حاضرین نہایت دلچسپی سے یہ تقریریں سنتے رہے۔

میری تقریر کے بعد محترم صدر نے صدارتی تقریر کی۔ اور مسلمانوں کو اصلاح حال کی طرف متوجہ کیا۔

اس کے بعد مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرے دن جمعہ تھا۔ خطبہ جمعہ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب نے پڑھایا جس میں تبلیغی، تربیتی کے علاوہ اخبار بدر کی خریداری کی بھی تحریک کی۔ اور نظام وصیت کی اہمیت اور موصی بننے کی ترغیب دی۔ اتنا قیام ہبلی میں احباب ہبلی نے اخلاص و محبت سے پیش آئے نیز یہ ہے۔ اپنی مخلصانہ سعی کے باوجود ہم لوگوں کے آرام و عافیت کا بہت معقول بندوبست کیا۔

۷ر مارچ کو ہم لوگ مکرم قاضی امیر الدین صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ آف دھاڑواڑ کے ہاں کھانے پر مدعو تھے۔ نماز جمعہ کے بعد ہم لوگ ہبلی سے دھاڑواڑ گئے اور کھانے سے فارغ ہوکر وہیں سے بلگام کے لئے روانہ ہو

گئے۔ لگ بھگ رات کے آٹھ بجے ہم لوگوں کی بس بلگام پہنچی۔ یہاں رات ایک ہوٹل میں گذاری۔ اس رات منڈگوڑ میں جلسہ کا پروگرام تھا۔ مگر معلوم ہوا کہ ان دنوں منڈگوڑ کے حالات سازگار نہیں اس لئے ہم صبح "ساونت واڑی" کے لئے روانہ ہوگئے۔

جلسہ ساونت واڑی

ساونت واڑی میں بس اسٹینڈ پر مکرم یوسف صاحب آف باندہ نے ہم لوگوں کا استقبال کیا۔ ہماری رہائش کا بندوبست ایک ہوٹل میں کیا گیا تھا۔ آج ہی کی رات کو یہاں جماعت احمدیہ باندہ کی طرف سے ایک پبلک میٹنگ کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ اس جلسہ کے لئے جو اشتہار شائع کیا گیا تھا۔ وہ مقامی معزز ہندوؤں کی طرف سے تھا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ مسٹر شروڈکر۔ مسٹر بی۔ نا۔ نارویکر۔ مسٹر دتا پنڈت۔ مسٹر ڈیسائی۔

گاندھی چوک ساونت واڑی میں جلسہ کا بندوبست تھا شام کے سات بجے جلسہ کا آغاز ہوا۔ جناب پنڈت دتا صاحب چیئرمین میونسپل کمیٹی ساونت واڑی نے صدارت فرمائی۔ تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر مکرم جناب مولانا محمد سلیم صاحب فاضل کی ہوئی۔ جس میں ہندو مسلم اتحاد اور ہندو اکابر کے اعلیٰ کردار پر روشنی ڈالی گئی۔ رامچندر کی بزرگی لچھمن کی پاک نظری اور راون کے ساتھ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دوسرے اکابر اسلام کے حالات بھی بتلائے۔

آپ کے بعد ہندی زبان میں میری تقریر ہوئی۔ میں نے بھی وہی مضمون دہرایا۔ مگر کرشن چندر جی کی زبانی۔ جا بجا گیتا کے شلوک بھی پڑھتا گیا۔

میرے بعد مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے امن عالم کے موضوع پر تقریر کی۔ اور بتایا کہ دنیا میں حقیقی اتحاد و امن مذہب ہی کے ذریعہ قائم ہوسکتا ہے۔

شری پنڈت دتا جی بعض مجبوریوں کی بنا پر دوران جلسہ میں ہی چلے گئے اس لئے اب صدارت کی کرسی پر شری نارویکر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی بلائے گئے اور جلسہ کی کارروائی انہی کے زیر صدارت ختم ہوئی۔ اس جلسہ میں سامعین اچھی تعداد میں موجود تھے۔ اور لوگوں نے بہت انہماک و توجہ سے یہ تقریریں سنیں۔ رات ہم لوگوں نے ساونت واڑی میں گذاری صبح ۹ر مارچ کو ہبلی واپس آئے۔ رات بھر ہبلی کے اسی ہوٹل میں بسر کی۔ اور صبح سویرے بس کے ذریعہ شموگہ کے لئے روانہ ہوئے۔

جلسہ شموگہ

اللہ کے فضل و کرم سے دن کے بارہ بجے بخیر و عافیت کے ساتھ شموگہ پہنچ گئے۔

آج ہی یہاں جماعت احمدیہ شموگہ کی طرف سے رامنا پارک میں ایک پبلک میٹنگ رکھی گئی تھی۔ اس جلسہ کا بندوبست مقامی احباب کے تعاون سے مکرم مولوی ولی الدین صاحب شموگہ نے بڑے اچھے پیمانہ پر کیا تھا۔ پراپیگنڈا بھی اچھا ہوا۔ اور مجمع کا بہت معقول ہوا تھا۔ یہ جلسہ مکرم مولانا محمد سلیم صاحب امیر وفد کی زیر صدارت شروع ہوا۔

تلاوت و نظم کے بعد پہلی تقریر میری ہوئی۔ میں نے گیتا و قرآن کی روشنی میں ذبح۔ ہندو اور مسلمان کی وحدت پر تقریر کی۔ یہ تقریر ہندی زبان میں تھی۔ اس وقت ہندو اچھی خاصی تعداد میں آگئے تھے۔ میں نے ایک گھنٹہ سے زیادہ دیر تک تقریر کی۔ حاضرین خصوصاً ہندو طبقہ نے اس تقریر سے بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔

میرے بعد مکرم آزاد نوجوان صاحب آف مدراس نے انگریزی میں تقریر شروع کی۔ آپ نے حاضرین جلسہ کو آزاد خیالی کے ساتھ تحقیق مذہب کی تلقین کی۔ اور استدلال کیا کہ اس بارہ میں وہ اپنے مولویوں، پنڈتوں اور پادریوں پر انحصار کی بجائے بذات خود عقل و سمجھ سے کام لیں۔

آپ کے بعد مولوی مبارک علی صاحب فاضل نے خطاب کیا۔ آپ کا روئے سخن مسلمانوں کی طرف تھا۔ انہیں غفلت و جمود دور کرتے ہوئے زمانہ کے تقاضوں کے مطابق ضرورت اسلام کی طرف توجہ دلائی۔ اور جماعت احمدیہ کا عملی نمونہ پیش کیا۔

اس کے بعد محترم صدر صاحب نے صدارتی تقریر کی۔ اور نہایت عالمانہ انداز میں ہندو اکابرین سے رام لچھمن وغیرہ کی سیرت بیان کی۔ اور ہندوؤں کو ان کا نمونہ بننے کی تلقین کی ساتھ ساتھ اکابر کا اسوہ بھی پیش کرتے رہے۔

اسی خوشگوار ماحول میں شموگہ کا جلسہ ختم ہوا۔ یہاں کے مقامی احباب اور مکرم مولوی ولی الدین صاحب مبلغ شموگہ جس حسن اخلاق سے ہمارے ساتھ پیش آئے اس کے ہم لوگ شکر گزار ہیں ✤

(باقی آئندہ)

صوبہ اڑیسہ و بہار کا تبلیغی و تربیتی دورہ

(مختصر کوائف)

(مرسلہ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

آٹھ گڑھ میں پیشوایان مذاہب کا جلسہ

مکرم سید فضل عمر صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آٹھ گڑھ کے سرزمین اور راشران سے مل کر ایک جلسہ پیشوایان مذاہب کے موضوع پر منعقد کرنے کا انتظام کر رکھا تھا محمد جاعتزب نے اس میں دلچسپی لی۔ آٹھ گڑھ کرڈاپلی سے دس میل کے فاصلہ پر ہے یہ سب ڈویژن ہے اور یہاں کوئی مقامی احمدی نہیں ہے۔ آٹھ گڑھ میں جماعت احمدیہ کا یہ پہلا جلسہ تھا۔ تین اپریل کی صبح کو ہی ہم لوگ بذریعہ بس آٹھ گڑھ پہنچے۔ ڈاک بنگلہ میں قیام رہا۔ ٹاؤن کلب ہال کے صحن میں سات بجے شب زیر صدارت بابو اچیوتا نند داس صاحب وکیل و پریزیڈنٹ ٹاؤن کمیٹی آٹھ گڑھ تحصیل اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم مولوی صمصام الدین صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بتائی۔ اس کے بعد آدھ گھنٹہ تک خاکسار نے موعود اقوام عالم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت و سوانح بیان کی۔ جس کا خلاصہ اڑیہ زبان میں بیان کیا گیا۔ بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے پون گھنٹہ تک حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت رامچندر، حضرت کرشن کی سیرت و سوانح پر دلنشین انداز میں روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر کا ترجمہ اڑیہ زبان میں کیا گیا۔ حاضرین نے اس تقریر کو بہت پسند کیا۔ آپ نے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ وید اور گیتا کے اشلوک بھی پڑھ کر سنائے۔ آپ کی تقریر کے بعد صدارتی تقریر میں صدر محترم نے اس پروگرام کو بہت پسند کیا۔ اور بہت تعریف کی۔ جلسہ برخاست ہونے کے بعد صدر جلسہ بس تک الوداع کہنے کے لئے آئے۔ آٹھ گڑھ میں جماعت احمدیہ کا یہ پہلا جلسہ تھا۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب رہا۔ غیر مسلم اور غیر احمدی کافی تعداد میں شریک جلسہ ہوئے غیر مسلم تعلیم یافتہ دوستوں میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں مندرجہ ذیل مقامات سے احمدی احباب بھی جلسہ میں شرکت کے لئے پہنچ گئے تھے کرڈاپلی۔ پینکال۔ تیال۔ پرسورٹ۔ خنجہ پاڑہ۔ ارکب پٹنہ۔ کوٹ پلہ۔ منڈلی پنگارہی۔ جلسہ کی حاضری پانچ صد نفوس پر مشتمل تھی۔ بعد دعا اجلاس برخاست ہوا۔ اور ہم لوگ بذریعہ بس دس بجے رات واپس کرڈاپلی کے لئے روانہ ہو گئے۔ یہ جلسہ جماعت احمدیہ کرڈاپلی کے زیر اہتمام ہوا جیسا کہ ہم اللہ احسن الجزاء

پینکال

۴ر اپریل دس بجے دن کرڈاپلی سے ہم لوگ پیدل روانہ ہو کر ساڑھے گیارہ بجے پینکال پہونچ گئے کرڈاپلی کو یہ شرف حاصل ہے کہ غالباً ۱۹۲۲ء میں حضرت مولوی عبد الرحیم صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ سے ایک ہی مرتبہ یہ بستی پوری کی پوری احمدیت میں داخل ہو گئی تھی۔ پینکال میں اگرچہ احمدیت اسی وقت قائم ہو گئی تھی لیکن ایک عرصہ تک اندرون بستی میں مخالفت جاری رہی اور آج خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک فرد کے سوا یہ بستی بھی پوری کی پوری آغوش احمدیت میں آ چکی ہے۔ تبلیغی وفد کے استقبال کے لئے احباب جماعت اور بچے بستی سے باہر موجود تھے۔ وفد کی معیت میں ایک جلوس کی صورت میں سب لوگ دعائیں کرتے ہوئے بستی میں داخل ہوئے۔ نعرہ ہائے تکبیر۔ اسلام و احمدیت زندہ باد۔ حضرت مرزا غلام احمد کی جے" اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی زندہ باد" کے فلک بوس نعرے لگاتے گئے۔

جلسہ موعود اقوام عالم

بعد نماز مغرب بستی کے ایک چوک میں جلسہ منعقد کیا گیا۔ اہل بستی احباب کرام نے ملحقہ بستیوں میں اس جلسہ کی خبر دی تھی اور ان لوگوں کو جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا گیا تھا چنانچہ وقت مقررہ پر گرد و نواح سے بہت سے غیر مسلم دوست جلسہ میں شریک ہوئے۔ جن میں سے بعض بڑے ودوان اور پنڈت تھے جلسہ کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ جس کے بعد اردو اور اڑیہ زبانوں میں خدام نے خوش الحانی سے نظمیں سنائیں۔ بعدہٗ خاکسار نے سورہ فاتحہ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ خدا تعالیٰ کا نظام ربوبیت تمام اشیاء اور اقوام پر حاوی ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی روحانی تربیت کے لئے تمام اقوام میں اپنے انبیاء بھیجے ہیں۔ اور موجودہ دور کے بین الاقوامی تعلقات کی یگانگت کے پیش نظر خدا تعالیٰ نے موعود اقوام عالم کو بھیج دیا ہے۔ چنانچہ تمام بڑے بڑے مذاہب میں ان کے آنے کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے بعد بعض ایسی پیشگوئیاں جو مذاہب عالم نے کی ہیں۔ اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں پوری ہو چکی ہیں بیان کیں۔ اور صفت مالکیت کے ضمن میں بتایا کہ خدا تعالیٰ کے انبیاء کمزور حالت میں دنیا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور ان کی شدید مخالفت بھی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ مذہب قائم ہونے کے وقت کا مالک و محافظ ہوتا ہے اس لئے ہمیشہ مخالفین ناکام رہتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور ان کی جماعتیں ارتقائی منازل طے کر کے منزل مقصود تک پہونچ جاتی ہیں۔ اور موجودہ دور کے مامور کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ کی یہ غیر متبدل سنت جاری ہے۔ اور ہر شخص اس کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ خاکسار کی تقریر ایک گھنٹہ تک جاری رہی جس کا ساتھ ساتھ ترجمہ اڑیہ زبان میں سنایا گیا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی تقریر تھی آپ نے توحید، مساوات، سچائی اور ہمدردی خلائق کو لطیف انداز میں بیان فرمایا قرآن کریم اور سنسکرت اشلوک پڑھ کر اپنے مضمون کی وضاحت فرمائی اور ہندو اور مسلم لٹریچر سے بعض واقعات بھی بیان کئے۔ آنے والے موعود کی وہ علامات جو شاستروں میں بتائی گئی ہیں۔ اور موجودہ دور میں پوری ہو رہی ہیں بیان فرمائیں۔ آپ کی تقریر سوا گھنٹہ تک جاری رہی جو بڑی دلچسپی سے سنی گئی۔ بعدہٗ بعض دوستوں کے سوالات کے جوابات بھی آپ نے دیئے۔ آخر میں ایک اڑیہ زبان میں نظم پڑھی گئی جس کا مضمون اسلام اور احمدیت کی صداقت پر مشتمل تھا۔ بعد دعا تقریباً گیارہ بجے رات اجلاس برخاست ہوا۔ اس اجلاس کی تمام کارروائی مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی زیر صدارت انجام پذیر ہوئی۔

سونگھڑہ

۵ر اپریل صبح چار بجے پینکال سے روانہ ہو کر بذریعہ بس مڑیں یہ وفد ایک بجے دوپہر کیندرپاڑہ پہنچا اور وہاں سے روانہ ہو کر بوقت نماز مغرب سونگھڑہ پہونچ گئے۔

۶ر اپریل اکرام رسول ہائی سکول میں سید غلام مہدی صاحب نے جلسہ کا انتظام کیا تھا۔ طلبہ اور اساتذہ کے علاوہ بعض دوسرے دوست بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ اور ۸½ بجے دن شری باسر دلیپ پانڈے بی۔ اے۔ بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر اکرام رسول ہائی سکول کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم بزبان اڑیہ کے بعد سید غلام ہادی صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بتائی۔ بعدہٗ خاکسار نے اپنی آدھ گھنٹہ کی تقریر میں رب العالمین کی تشریح میں بعض انبیاء علیہم السلام کے بعض واقعات بیان کئے جو عرب و عجم میں بنی نوع انسان کی روحانی تربیت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت ان کے ساتھ کام کرتی ہوئی نظر آتی تھی۔ اسی طرح موجودہ دور کے مصلح موعود علیہ السلام کے ساتھ خدا تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت کے بعض واقعات بیان کئے گئے۔ یہ تقریر پون گھنٹہ تک جاری رہی۔ بعدہٗ مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے اپنی پون گھنٹہ کی تقریر میں گیتا کے شلوک سنسکرت میں پڑھ کر بتایا کہ اگر غور کیا جائے تو اس میں توحید کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور مخلوق خدا کے ساتھ ہمدردی اور مساوات کی تعلیم جس طرح وید اور گیتا میں دی گئی ہے ایسے ہی قرآن کریم میں بھی دی گئی ہے۔ اور یہ کہ بنیادی تعلیم تمام انبیاء کی ایک ہی تھی۔ لیکن مذہبی لوگ اپنی کتابوں کا صحیح رنگ میں مطالعہ نہ کرنے کے نتیجہ میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ آپ نے قرآن کریم احادیث اور سنسکرت کے شلوک پڑھ کر اپنے مضمون کی وضاحت فرمائی۔ آپ کی تقریر کے بعد مولوی ریاض الدین صاحب سندی ٹیچر ایک غیر احمدی دوست نے بھی پندرہ منٹ تک ہندو مسلم اتحاد پر تقریر بیان کی۔ صدارتی تقریر میں صدر محترم نے تقاریر کی پرزور تائید کرتے ہوئے بتایا کہ بلاشبہ تمام مذہبی کتب میں صرف ایک خدا کی پرستش کا حکم دیا گیا ہے۔ اور عقل بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ رامچندر جی اور کرشن جی بھی خدا نہیں تھے۔ بلکہ خدا کے نبی تھے اور وہ ہمیں خدا کی راہ دکھانے کے لئے آئے تھے۔ لیکن ہم غلطی سے ان کو بھگوان سمجھ بیٹھے۔ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کے بعض ابتدائی واقعات بھی بیان فرمائے۔ آپ نے اپنی تقریر میں نہایت عقیدت کے ساتھ عقیدت کا اظہار فرمایا۔ آخر میں مکرم سید غلام ہادی صاحب نے محترم ہیڈ ماسٹر صاحب اور حاضرین کا جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی طرف سے شکریہ ادا کیا اور یہ اجلاس گیارہ بجے

دن تک بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ اجلاس کے اختتام پر سلسلہ کا کچھ لٹریچر بھی ہیڈ ماسٹر صاحب اور اساتذہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

تربیتی اجلاس | بعد نماز مغرب دوران اسامی ہزرگان مکرم عبدالحلیم صاحب قائد خدام الاحمدیہ سونگھڑہ ایک تربیتی اجلاس مکرم سید بشیر الدین صاحب امیر جماعت احمدیہ سونگھڑہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں سونگھڑہ کے مردوزن اور بچوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم عبدالحلیم خان صاحب قائد خدام الاحمدیہ سونگھڑہ نے مبلغین کے اعزاز میں ایک سپاسنامہ پیش کیا۔ جس میں بتلایا گیا تھا۔ کہ جماعت احمدیہ صوبہ اڑیسہ میں سب سے پہلے سونگھڑہ میں ہی ۱۸۹۶ء میں قائم ہوئی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ۱۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سونگھڑہ میں مدفون ہیں۔ اور ابتدائی دور میں مخالفین کی طرف سے انتہائی دردناک کا مظاہرہ کیا گیا لیکن اللہ تعالیٰ کی سنت اور وعدوں کے مطابق جماعت احمدیہ سونگھڑہ سے نکل کر اڑیسہ کے کونہ کونہ میں تبلیغی شروع ہوئی اور آج اس صوبہ میں ایک تناور درخت بن چکی ہے سپاسنامہ میں اس بات کا اظہار بھی کیا گیا تھا کہ مرکز میں ہماری ضروریات کے پیش نظر ایک مبلغ کے لئے بھی سفارش کی جائے جو سونگھڑہ میں قیام کر کے تبلیغی اور تربیتی امور کی صحیح رنگ میں نگرانی کر سکے۔

سپاسنامہ کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے قرآن کریم کی آیت ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم کی تشریح بیان فرماتے ہوئے بعض تربیتی امور کی وضاحت فرمائی۔

آپ کی تقریر کے بعد ایک نظم پڑھی گئی۔ اور خاکسار نے ایک تربیتی تقریر کی جس میں احباب جماعت کو باہمی ہمدردی محبت اور تعاون سے زندگی بسر کرنے کی اپیل کی گئی۔ خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے ایک لطیف تقریر بیان فرمائی جس میں آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسوہ حسنہ قرار دیتے ہوئے احباب جماعت کو حضور کے اسوہ اور نمونہ کے رنگ میں رنگین ہونے کی دلنشین پیرایہ میں تلقین فرمائی۔ اور متعدد مثالیں دے کر مضمون کی وضاحت فرمائی۔ آخر میں صدر محترم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق بیان کرتے ہوئے، حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور تقاریر سے عملی رنگ میں مستفید ہونے کے لئے تحریک فرمائی۔ بعد دعا اجلاس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ اس اجلاس میں عزیز عبدالجلیل ابن مکرم عبدالحلیم خان نے تقاریر کے وقفہ کے ساتھ تین نظمیں احمدیت کی صداقت پر مشتمل سنائیں جو نہایت ایمان افروز تھیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کی عمر و صحت اور علم میں برکت دے۔ آمین۔

کیندرہ پاڑہ | ۷؍اپریل یہ تبلیغی وفد بعد نماز فجر سونگھڑہ سے روانہ ہو کر بذریعہ رکشا و بس ساڑھے آٹھ بجے دن کیندرہ پاڑہ پہونچ گیا۔ نماز جمعہ مکرم مولوی قطب الدین صاحب کے مکان پر ادا کی گئی۔ خطبہ جمعہ میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل نے احباب جماعت کو دینی ذمہ داریاں سمجھنے اور انہیں اہمیت دینے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی طرف متوجہ فرمایا۔ جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ [illegible] نے ملحقہ چودہ کلاٹ میں [illegible] کرنے کا انتظام کیا تھا۔ چودہ کلاٹ کی خونی داستان بہت لمبی ہے جسے بیان کرنے کا یہ موقعہ نہیں۔ بہرحال جب سے چودہ کلاٹ میں جماعت احمدیہ قائم ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک مخالفین نے جماعت احمدیہ کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ جماعت قائم ہے۔ اور اس نے بستی میں اپنا ایک مقام پیدا کیا۔ آج تک یہاں کوئی جلسہ نہ ہو سکا تھا۔ بلکہ بعض مبلغین کے ساتھ بھی بداخلاقی کا مظاہرہ کیا گیا تھا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے موجودہ پروگرام کو درہم برہم کرنے کے لئے بھی مخالفین کی طرف سے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے گئے۔ اور فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے خاص تصرف سے یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

پانچ بجے شام ہم ایک ٹیکسی کے ذریعہ سے آلہ مکبر الصوت کے ساتھ کیندرہ پاڑہ سے روانہ ہو کر دس میل کے فاصلہ پر نماز مغرب کے وقت ہم لوگ چودہ کلاٹ پہونچ گئے۔

چودہ کلاٹ کا جلسہ | بعد نماز مغرب متصل ہائی سکول زیر صدارت شری سرابہ شاد بی۔ ایس سی ہیڈ ماسٹر ہائی سکول جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم سید غلام ابراہیم صاحب نے جلسہ کی غرض و غایت بتائی۔ جلسہ کا عنوان تھا "پیشوایان مذاہب" سب سے پہلی تقریر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کی تھی۔ آپ نے توحید الٰہی، مساوات، اور انبیاء علیہم السلام کی اخلاقی تعلیم کو مثالوں سے واضح فرمایا۔ قرآن کریم اور گیتا اور وید کے اشلوک پڑھ کر آپ نے اپنے مضمون کی وضاحت فرمائی۔ ایک گھنٹہ تک آپ کی تقریر جاری رہی جو نہایت دلچسپی سے سنی گئی۔ بعدہٗ نصف گھنٹہ کی تقریر میں خاکسار نے رب العالمین کی تشریح کی اور سید الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ حضرت کرشن حضرت رامچندر اور حضرت گوتم بدھ کی زندگی کے بعض ایسے واقعات بیان کئے جن سے ان انبیاء کے اخلاق فاضلہ پر روشنی پڑتی تھی۔ اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہندو مسلم اتحاد کو بیان کیا۔ خاکسار کی تقریر کا ترجمہ اڑیہ زبان میں مکرم سید غلام مہدی صاحب مبلغ سلسلہ نے ساتھ ہی ساتھ پیش کیا۔ جنہیں اس غرض کے پیش نظر کٹک سے بلایا گیا تھا۔ خاکسار کی تقریر کے بعد شری گوبند چندر ترپاٹھی بی۔ اے آنرز اسسٹنٹ ہیڈ ماسٹر شری دینا متی داس شری شکھیا چندر متی ڈاکٹر گھنیشیا مہنت سرنج۔ پنڈت بیرکار مصرا۔ پنڈت سنسکرت ٹول نے بھی تقاریر کیں۔ اور اس جلسہ کے پروگرام کو بہت زیادہ پسند کیا گیا۔

صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں فرمایا۔ کہ ہم نے اس سے پہلے اس قسم کی تقاریر نہیں سنی تھیں بوان" دوچار پرشنوں" نے بیان کی ہیں۔ جلسہ کی حاضری سات صد کے لگ بھگ تھی۔ غیر احمدی مسلمان بھی جلسہ میں شریک ہوئے۔ علاوہ ازیں جلسہ گاہ کے باہر بھی کافی تعداد میں لوگ جلسہ کی کارروائی سنتے رہے۔

تاثرات | احباب جماعت کے ذریعہ سے معلوم ہوا کہ غیر مسلم معززین نے وفد کی خدمت میں تحفہ پیش کرنے کا بھی اظہار کیا۔ اور جلسہ کے اخراجات میں حصہ لینے کا بھی۔ لیکن احباب جماعت نے معذرت کی اور بالآخر انہوں نے اس بات کا اظہار کیا کہ پھر کسی موقعہ پر ہم اپنے خرچ پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل کو کلکتہ سے بلوائیں گے اور جلسہ کرائیں گے تاکہ ہم اس صلح اور امن کے اچھے خیالات کو سن کر شانتی اور صلح سے ہم کنار ہو سکیں۔ غیر احمدی احباب نے بھی جلسہ کی کارروائی پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔ مخالفین کے غلط اقدام کی روک تھام کے لئے پولیس کا بھی خاطر خواہ انتظام تھا جلسہ کی کارروائی سننے کے بعد پولیس آفیسر نے کہا کہ ان تقریروں میں تو انسانیت کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور کسی مذہب پر حملہ نہیں کیا گیا۔ پولیس کے حسن انتظام سے یہ جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ انجام پذیر ہوا اس لئے آخر میں ہم پولیس علاقہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور ان احباب کا بھی جنہوں نے اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں تعاون کیا۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے مکرم سید غلام ابراہیم صاحب نے بالخصوص اور احباب جماعت کیندرہ پاڑہ و احباب جماعت چودہ کلاٹ نے بالعموم جس جرأت کا ثبوت دیا وہ قابل داد ہے۔ جزاھم اللّٰہ احسن الجزاء۔

جلسہ کی کارروائی تقریباً تین گھنٹہ تک جاری رہی جس کے بعد ٹیکسی پر ہم لوگ رات کے بارہ بجے واپس کیندرہ پاڑہ پہونچ گئے۔

۸؍اپریل صبح سات بجے بلدیو ہائی سکول میں ایک جلسہ کا انتظام سید غلام ہادی صاحب معلم جماعت احمدیہ کیندرہ پاڑہ نے کیا ہوا تھا۔ اسکول کے میدان میں اساتذہ اور طلباء جمع ہو گئے۔ دو گھنٹہ تک مذہب کی ضرورت و اہمیت پر مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل۔ سید غلام مہدی صاحب اور غلام ہادی صاحب اور خاکسار نے روشنی ڈالی اور موجودہ زمانہ کے موعود کے دعوے اور صداقت کو پیش کیا۔

اساتذہ نے اس پروگرام کو بہت زیادہ پسند کیا۔ ایک دوست نے ہستی باری تعالیٰ کے متعلق سوال پیش کیا۔ جس کا جواب مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے احسن پیرائے میں دیا۔ تبلیغی وفد چار بجے شام کیندرہ پاڑہ سے روانہ ہو کر بذریعہ بس بعد نماز مغرب کٹک پہنچ گیا مکرم سید محمد احمد صاحب پراونشل امیر اڑیسہ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ اور ۹؍اپریل کی صبح کو ہم کیرنگ پہونچنے کے لئے روانہ ہوئے راستے میں خوردہ مقام پر محترم سید فضل الرحمٰن صاحب نائب پراونشل امیر صاحب سے بھی نیاز حاصل ہوا اور دوپہر کا کھانا آپ کے دولتکدہ پر کھایا۔ اور دوپہر کو آرام بھی کیا۔ شام کو چار بجے خوردہ سے بذریعہ رکشا روانہ ہو کر نماز مغرب سے قبل یہ وفد کیرنگ پہنچ گیا۔ بستی سے باہر احباب جماعت اور بچے وفد کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ یہ بستی تقریباً ۵ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور ایک عرصہ سے پوری بستی آغوش احمدیت میں آچکی ہے۔ احباب جماعت وفد کی معیت میں ایک جلوس کی صورت میں دعاؤں اور نعرہ ہائے تکبیر اسلام اور احمدیت زندہ باد۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث زندہ باد اور مبلغین کے اعزاز میں نعرے لگاتے ہوئے بستی میں داخل ہوئے۔ اور اظہار خوشی کیلئے اس موقعہ پر دھماکہ پیدا کرنے والا ایک زوردار

[illegible]

چند روز "ہرنائی" میں

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۲۳ر مارچ بحری سفر جب میرا جہاز سمندر کا سینہ چیرتا ہوا بمبئی سے کوکن کی ایک بندرگاہ "ہرنائی" کی طرف چلا اس دن میرے علم و معرفت میں بڑا اتصادم ہوا۔ جہاز نے بمبئی سے جنوب کا رستہ لیا اور میں اسے شمال کی طرف لے جانا چاہتا تھا۔ مقصود کے نہ دیکھ کر چند بار اس کا رخ شمال کی طرف موڑنا چاہا۔ مگر وہ نہ مڑا اور کسی بڑے دریائی جانور کی طرح بڑی سبک رفتاری سے جنوب ہی کی طرف بڑھتا گیا۔

علم و معرفت کے اس تصادم کی اصل وجہ یہ ہوئی کہ اکثر میں نے انڈیا گیٹ اور مالابار ہل پر کھڑے ہو کر ان عربی تاجروں کی کشتیوں کا عالم تصور میں نظارہ کیا تھا جو آج سے اڑھائی سو سال قبل تک ہندوستان کے ساحل پر آیا کرتی تھیں۔ میں یہ دیکھتا کہ اس ناپیداکنار سمندر میں عربوں کی کشتیاں لہروں سے کھیلتی ہوئی پہلے کوکن کے ساحلی مقامات پر آتی ہیں اور وہاں سے بمبئی کے قریب تھانہ اور بسین کی بندرگاہوں میں داخل ہوتی ہیں۔ میرے اس تصور نے بحری سفر کا راستہ ہی بدل رکھا تھا۔ میں جب بمبئی سے ہرنائی کیلئے روانہ ہوا تب مجھے معلوم ہوا کہ عربوں کی کشتیاں تو پہلے تھانہ اور بسین آتی تھیں اور یہاں سے جنجیرہ۔ ہرنائی۔ دابھول۔ گوا۔ اور مالابار ہوتی ہوئی کبھی کبھی سندھ میں داخل ہوتیں اور کبھی خلیج بنگال سے چین و جاپان تک نکل جاتیں۔ میرا جہاز جب ساحل بمبئی سے پندرہ بیس میل دور سمندر میں پہنچ گیا۔ اس وقت مجھے اپنے چاروں طرف پانی کا ایک ملفوف نظر آیا۔ اُفق پر نظر ڈالی کہ جوں جوں گھومتا گیا۔ پانی کا ایک گول دائرہ بنتا گیا۔ اس وقت مجھے زمین پانی کا ایک کرہ معلوم ہو رہی تھی۔ میں نے جہاز کے ایک بنچ پر بیٹھ کر سمندر کا ایک جغرافیہ بنایا۔ سمت درست کی اور اب عربوں کی آمد و رفت کے راستے پر نظر ڈالی تو معلوم ہوا کہ انڈیا گیٹ اور مالابار ہل جس کو ہم بحیرہ عرب کا ہندوستانی ساحل سمجھتے تھے۔ یہ ہندوستانی ساحل نہیں۔ یہ تو دراصل ایک جزیرہ ہے لڑن اور الفنٹا کی طرح۔ اصل ساحل تو کوکن کی وہ پہاڑیاں ہی ہیں جو انڈیا گیٹ سے نظر آتی ہیں۔ مگر آج بمبئی جزیرہ معلوم ہوتا۔ اس لئے کہ اس کے کئی کنارے خشکی سے ملا دیئے گئے ہیں۔ اس جغرافیائی تعرف کے باعث عربوں کی آمد کے راستے متعین کرنے میں دقت پیش آتی ہے اور اسی جگہ علم و معرفت کا تصادم ہوتا ہے۔

خیر جب میرا جہاز سمندر کی موجوں سے کھیلنے لگا اس وقت بار بار میرے جذبات نے انگڑائی لی۔ میں عالم محویت میں کچھ گنگنانے بھی لگا۔ لیکن بہت جلد سنبھلا۔ اب میرے سامنے قرآن مجید کی وہ آیات آنے لگیں۔ جن میں خدا نے کشتیوں کو اپنے وجود کی علامت کے طور پر پیش کیا ہے۔

شرف الدین ہرگے میرے رفیق سفر تھے۔ یہ اصل باشندے ہرنائی کے ہیں مگر ان کے آباؤ اجداد کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقہ) جا کر بس گئے ہیں۔ یہ بھی وہیں کے نیشنل ہیں۔ یہی مجھ کو اپنے وطن لے جا رہے تھے۔ اس سفر کا اصل محرک ایک تبلیغی منصوبہ تھا۔ شرف الدین ہرگے اور ان کے چند افراد خاندان کو چند سال پہلے قبول احمدیت کی توفیق ملی ہے۔ یہ لوگ جماعت احمدیہ کیپ ٹاؤن کے سرگرم رکن ہیں۔ شرف الدین آج کل بمبئی آئے تھے۔ یہ میرے ساتھ قادیان اور ربوہ گئے۔ اور رمضان شریف ربوہ میں ہی گذارا۔ ان کی خواہش تھی کہ اپنے رشتہ داروں کو بھی پیغام احمدیت پہنچایا جائے۔ اس خاندان کے تین افراد نومبر سے ذریعہ جماعت میں داخل ہو چکے تھے۔ اب ہرنائی جا کر اتمام حجت کرنا تھا اسی منصوبہ کو لے کر ہم دونوں ہرنائی پہنچے۔

پہلے تو ہمیں بڑے جہاز سے چھوٹی کشتی "ڈونگی" کے حوالے کیا گیا۔ اس کشتی نے ہمیں ہرنائی کی زمین پر اتارا۔ جب میں نے یہاں کا نظارہ دیکھا تو مسحور ہو گیا۔ میں نے ایسا دلولہ انگیز منظر اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔ سامنے خوشنما پہاڑ پیچھے ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر۔ میں کبھی پہاڑ کو دیکھتا اور کبھی سمندر کو۔ اس نظارہ بازی سے آنکھیں تھکتی ہی نہیں تھیں۔ یہاں تک کہ آسمان پر چاند کی دیوی نمودار ہو گئی اور اب حسن قدرت نے دوسرا رنگ اختیار کیا۔ ابھی میرے احساسات اسی طرح مناظر قدرت سے کھیل رہے تھے کہ ایک گھر سے ایک عورت کے رونے کی آواز آئی۔ ہائے رے بھائی تم نے یہ کیا کر لیا معلوم ہوا کہ شرف الدین ہرگے کی بہن رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں کہ اے بھائی تم نے احمدیت کیوں قبول کر لی۔ ایک عورت کی اس دردبھری آواز سے مجھے بڑی دیر کے لئے میں بھی دلگیر ہوا۔ مگر پھر سنبھلا شرف الدین کو آواز دی۔ اور انہیں لے کران کے بھائی کے گھر گیا۔ جہاں ان کے بھائی نے ہم دونوں کا خندہ پیشانی سے استقبال کیا۔ ملا عبداللہ غوری جن کی عمر ۹۰ سال ہے۔ اور جنہوں نے چند ماہ پہلے میرے ذریعہ بیعت کی تھی وہ بھی آ گئے یہ بڑے نیک نفس انسان ہیں۔ ان کی نیکی کا ہی پھل ہے کہ اس عمر میں قبول احمدیت کی توفیق ملی۔

اب ہم تینوں نے مل کر ہرنائی کے ماحول پر غور کرنا شروع کیا۔ ہمارے سامنے دو اہم سوالات تھے۔ تبلیغ کی کیا راہ نکالی جائے۔ ایک لڑکی جس کے باپ نے تین ماہ پیشتر میرے ذریعہ بمبئی میں بیعت کی تھی اس کی ایک لڑکے سے منگنی ہو چکی تھی۔ وہ اب ٹوٹ چکی ہے۔ اب اس کا کیا کیا جائے۔ لوگ اب یہ بھی دھمکی دیتے ہیں کہ دیکھیں اب تمہاری شادی بیاہ کہاں ہوتی ہے؟

ہم تینوں آدمی ان مسائل پر غور کرنے لگے۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہم نے دونوں مشکلوں کا حل ڈھونڈ نکالا سب سے اہم مسئلہ لڑکی کے رشتے کا تھا اس کے لئے ایک لڑکے کا انتخاب کر لیا۔ مجھے امید ہے کہ میری یہ تحریک بے اثر نہیں جائے گی۔

دوسرا مسئلہ تبلیغ کا تھا وہاں مجھے معلوم ہوا کہ یہ لوگ پیر پرست ہیں۔ اور ہمارے خلاف یہی پراپیگنڈہ کیا گیا ہے کہ ہم پیروں کو نہیں مانتے۔ میں نے ملا عبداللہ صاحب سے پوچھا کہ یہاں کے بڑے پیر صاحب کون ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ ان کا مزار فلاں پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ اور دو سو برس پہلے گذرے ہیں۔ میں نے کہا کہ بہت خوب۔ اب کرنا یہ ہے کہ سویرے ہم لوگ پیر صاحب کے مزار پر فاتحہ کے لئے جائیں گے۔ مگر اس طرح کہ بستی کے درمیان سے گذریں گے۔ اور جس کسی سے ملاقات ہوگی اور وہ خیریت پوچھے گا ان سبھوں سے یہ کہتے جائیں گے کہ ہم لوگ مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے جا رہے ہیں۔

چنانچہ ہم لوگوں نے یہی کیا۔ بستی کے بیچ سے گذرے اور جب شرف الدین ہرگے کا کوئی ملاقاتی ملتا اور پوچھتا کہ کدھر چلے تو وہ فوراً جواب دیتے کہ مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے جا رہے ہیں۔ لوگ یہ جواب سن کر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ تھوڑی ہی دیر میں پوری بستی میں یہ شور پڑ گیا کہ قادیانی مزار شریف پر فاتحہ پڑھنے گئے ہیں۔ لوگ حیران و پریشان۔

اتفاق کی بات ہے کہ دوسرے ہی دن وہاں انہی پیر صاحب کی گیارہویں ہوئی۔ اور اس میں لوگوں کو اکٹھا کرنے کے لئے کچھ فلمی ریکارڈ بھی لاؤڈ سپیکر پر بجائے گئے۔ انہیں میں ایک ریکارڈ مغل اعظم کا "جب پیار کیا تو ڈرنا کیا" بھی تھا۔ بس اب کیا تھا مجھے موقعہ ہاتھ آ گیا امام مسجد کو بلایا اور پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ کیا یہ کسی بھانڈ کا عرس ہے؟ اس غریب نے بڑی معذرت کی۔ اور کہا کہ اگر آپ لوگ اسی طرح الگ تھلگ رہیں گے تو اصلاح کیسے ہوگی۔ تشریف لے چلیں ہم تینوں وہاں گئے۔ منتظمین عرس نے بڑی خاطر مدارات کی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر گیارہویں کا جو نظارہ دیکھا وہ دوسرے نظاروں سے مختلف تھا۔ میرا خیال تھا کہ وہاں محفل سماع ہوگی۔ قوالیاں ہوتی ہوں گی۔ لوگوں کو وجد و حال آتا ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ مگر میں نے وہاں دیکھا کہ امام مسجد ایک حجرے میں بیٹھ کر باآواز بلند تسبیح و تہلیل میں مصروف ہیں۔ میں ان تسبیحوں سے سمجھ گیا کہ یہ اس پیر کے سلسلہ طریقت کا وظیفہ ہے۔ وہ اپنی زندگی میں مریدوں کو یہی وظائف پڑھاتے ہوں گے۔ ان وظیفوں سے اس پیر کے سلسلہ طریقت پر روشنی پڑتی تھی۔ سلسلہ قادریہ اولیاء کی عظمت کا سکہ بھی دلوں پر بیٹھتا جاتا تھا کہ کس طرح اس زمانے میں ان اولیاء کرام نے ان پہاڑی علاقوں میں اسلام کا چراغ جلایا۔ ہم بھی آج انہیں کے نقش قدم کی پیروی کرتے ہوئے یہاں آئے ہیں۔ مگر ان کی قوم ہمیں پہچانتی نہیں۔

اس کے بعد میں نے وہاں کے سرکردہ اشخاص سے ملاقات کی اور بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔ قریب کے ایک گاؤں گیا۔ جو سمندری کھاڑی پر واقع ہے۔ وہاں ایک شخص کا مہمان ہوا جو بحرین میں ملازمت کیا کرتے تھے۔ ان سے وفات مسیح پر مفصل گفتگو ہوئی۔

۲۶ر مارچ کو میں ہرنائی سے بمبئی کیلئے روانہ ہوا۔ اس لئے کہ اب مجھے جنوبی ہند کے تبلیغی وفد میں شامل ہونا تھا۔ میں رات کے ۹ بجے ہرنائی سے جہاز میں سوار ہوا۔ اور صبح سات بجے بمبئی پہنچا۔ ساری رات تاروں بھرے آسمان کے نظارے میں کٹی۔ صبح کی نماز جہاز کے ایک بنچ پر پڑھی۔ اور یہ میری پہلی نماز تھی جو میں نے سمندر کے بیچ میں پڑھی۔

ہرنائی نہایت خوشنما بندرگاہ ہے یہاں کے اکثر مسلمان جہاز پر ہی ملازمت کرتے ہیں۔ ان کے گھر بنگلہ نما ہیں الگ الگ اور طرح طرح کے سامانوں سے آراستہ ہیں۔ جن چیزوں کو بمبئی کا متوسط طبقہ ترستا ہے ان کے گھروں میں ان چیزوں کی فراوانی ہے یہ برکت ہے جہاز کی ملازمت کی۔ ہماری کوشش ہے کہ ہرنائی میں بھی جماعت احمدیہ قائم ہو جائے تا جس طرح ہم لوگ ہرنائی کے قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں وہاں کے باشندے اس آسمانی پانی سے مستفید ہوں جو ان کے لئے آسمان سے اتارا گیا ہے۔

اخبار بدر میں سوال و جواب کا سلسلہ

اخبار بدر میں خاص دلچسپی رکھنے والے قابلِ احترام احباب کی خواہش ہے کہ اس میں سوال و جواب کا سلسلہ جاری کیا جائے جس سے اسلام و احمدیت سے متعلق علمی اور تحقیقی مسائل پر روشنی ڈالی جایا کرے۔ ہم اس عمدہ تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے قارئین کرام سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ شوق سے اس قسم کے دریافت طلب مسائل لکھ بھجوائیں۔ ہم بڑی خوشی سے ان کا جواب شائع کریں گے۔

امید ہے کہ احباب جماعت جہاں خود بھی اس سے دینی اور علمی فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ وہاں غیر احمدی بلکہ سنجیدہ مزاج تحقیق حق کرنے والے غیر مسلم دوستوں کو بھی اس سلسلہ سے فائدہ اُٹھانے کی تحریک کریں گے۔

مہربانی فرما کر جملہ ایسے سوالات صاف صاف تحریر میں ایڈیٹر کے نام لکھ کر ارسال کریں۔

(ادارہ)

منسوخ شدہ وصایا کی بحالی کیلئے

قواعد کی ضروری تشریح

۱۔ جو شخص اپنی وصیت بوجہ عدم استطاعت جاری نہ رکھ سکتا ہو اور وصیت منسوخ کرانے کے لئے درخواست کرے اور اس طرح اس کی وصیت منسوخ ہو جائے تو ایسا شخص اگر بعد میں کسی وقت اپنی منسوخ شدہ وصیت کو بحال کرانا چاہے تو اس کی بحالی کے لئے یہ شرائط ہیں:-

(الف) منسوخ شدہ وصیت کا بقایا ادا کیا جائے۔

(ب) جو عرصہ منسوخی وصیت کا چندہ عام ادا کیا گیا ہو۔

۲۔ ایسا شخص اگر نئی وصیت کرے تو اس پر بھی یہ دونوں شرائط حاوی ہوں گی۔

۳۔ جس شخص کی وصیت مجلس کارپرداز نے بوجہ عدم ادائیگی بقایا منسوخ کی ہو نہ کہ اس نے خود منسوخ کرائی ہو، تو اس کی وصیت بحال کرنے کے لئے حصہ آمد کا سارا بقایا بحالی کی تاریخ تک ادا ہونا چاہیئے۔ لیکن اس شخص سے عرصہ منسوخی وصیت کی صرف چندہ عام کی وصولی کافی نہیں بلکہ وصیت بحال کرانے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس عرصہ کے حصہ آمد اور وصول شدہ چندہ عام کا جو فرق ہے۔ اس کمی کو بھی پورا کرے۔

سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

"الفرقان کے بعد المنبر کا اجراء"

جناب [illegible] بغرض اشاعت موصول ہوا ہے [illegible]

"ہفت روزہ "المنبر" لائلپور (مغربی پاکستان) دو ماہ کے جبری التعطل کے بعد اشاعت پذیر ہو رہا ہے۔ دور جدید کا پہلا شمارہ ۲۸ر اپریل کو مارکیٹ میں پہنچ جائے گا۔

مینیجر المنبر پوسٹ بکس ۱۱۱ لائلپور (مغربی پاکستان)"

موجودہ مالی سال ختم ہو رہا ہے

وصولی لازمی چندہ جات کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے

موجودہ مالی سال ختم ہو رہا ہے اور ابھی متعدد جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے ادائیگی لازمی چندہ جات وعدوں کے مطابق نہیں ہوئی ہے۔ ما ایسی تمام جماعتوں کے عہدیداران اور علاقہ کے مبلغین صاحبان کی خدمت میں بجٹ، وصولی اور بقایا کی پوزیشن سے اطلاع دیتے ہوئے خاص توجہ اور جدوجہد کرنے کی تحریک کی جا چکی ہے۔ احباب جماعت کی آگاہی کے لئے مالی قربانیوں کی اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کا ایک اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"دنیا میں آج تک کونسا سلسلہ ہوا ہے یا ہے جو خواہ دنیاوی حیثیت سے ہے یا دینی جو بغیر مال چل سکے۔ دنیا میں ہر ایک کام اس لئے کہ خدا نے اسباب پیدا کئے ہیں اسباب سے ہی چلایا جاتا ہے۔ پس کس قدر بخیل اور ممسک وہ شخص ہے جو ایسے عالی مقصد کی کامیابی کے لئے ادنیٰ چیز یعنی چند پیسے نہیں دے سکتا۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ اسلام کی خاطر اپنی جانوں کو بھیڑ بکری کی طرح نثار کرتے تھے۔ مال کا تو کیا ذکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک سے زیادہ دفعہ اپنا کل گھر بار نثار کیا۔ حتیٰ کہ سوئی تک کو گھر میں نہ رکھا۔ اور ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بساط و مقدرت کے موافق اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی طاقت اور حیثیت کے موافق علیٰ ہذا القیاس علیٰ قدر مراتب تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی جانوں اور مالوں سمیت اس دین الٰہی پر قربان ہونے کے لئے تیار ہو گئے۔

ایک وہ ہیں کہ بیعت تو کر جاتے ہیں اور اقرار بھی کر جاتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گے۔ مگر مدد و امداد کے موقعہ پر اپنی جیبوں کو دبا کر پکڑ رکھتے ہیں۔ بھلا ایسی محبت دنیا سے لے کر کوئی دینی مقصد پا سکتا ہے؟"

سیدنا حضرت اقدس کے مندرجہ بالا اقتباس سے واضح ہے کہ جب ایک طرف اپنی ذاتی اور خاندانی ضروریات درپیش ہوں اور دوسری طرف دینی ضروریات قربانی و ایثار کی متقاضی ہوں تو ہمارے دعوائے بیعت کا تقاضا یہ ہونا چاہیئے کہ ہم بشاشتِ ایمانی کے ساتھ قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ لہٰذا تمام عہدہ داران جماعت کی خدمت میں گذارش ہے کہ موجودہ بجٹ کے بقیہ چند روز میں وہ وصولی کے کام کو تیز سے تیز کر دیں۔ اور تمام وصول شدہ رقوم معہ تفصیل ساتھ کے ساتھ بھجواتے جائیں۔ تاکہ یہ آمد موجودہ مالی سال میں شمار ہو سکے۔

امید ہے کہ احباب جماعت و عہدیداران اس طرف خاص توجہ فرما کر مرکز سے تعاون و فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمام دوستوں کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواستہائے دعا

۱۔ میری پریشانیوں کے ازالہ کیلئے۔ والدہ کو دمہ کی شکایت ہے اس کے رفع ہونے۔ [illegible] بیمار رہا ہے۔ اہلیہ کی صحت کیلئے اور والد حکیم احمد حسین صاحب کی کامل شفایابی کیلئے اور بچگان کی تندرستی اور خادم دین بننے کے لئے درویشان اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار رشید احمد خان [illegible] مارکیٹ کمیٹی عادل آباد

۲۔ میری بیوی ایک مدت سے بیمار چلی آ رہی ہے۔ باوجود علاج معالجہ کے کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ چھوٹے چھوٹے بچے ہیں اس لئے وہ خود بھی پریشان ہیں اور میں بھی۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ خاکسار محمد ابراہیم تیاپور

۳۔ عاجزہ کا اکلوتا بیٹا امسال نویں جماعت کے امتحان میں شریک ہو رہا ہے۔ عزیز کی امتحان میں نمایاں کامیابی کیلئے اور عزیز کے خادم دین بننے کے لئے احباب جماعت اور درویشان قادیان خصوصیت سے دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔

عاجزہ صادقہ خاتون احمدی بنت منشی سید وراثت علی صاحب انسو گڑھ۔

۳۱ مارچ سنہ ۱۹۶۱ء تک چندہ تحریک جدید ادا کرنیوالے مخلصین کی چوتھی فہرست

جو احباب اپنا وعدہ تحریک جدید اوائل ہی میں کلی طور پر ادا فرما دیتے ہیں وہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد کی روشنی میں السابقون الاولون کہلوانے کی سعادت حاصل کر لیتے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے لئے انکی یہ قربانی ساری جماعت کی دعاؤں کی متقاضی ہوتی ہے۔ ذیل میں ایسے احباب کی چوتھی قسط شائع کی جاتی ہے۔ احباب سے ان کے لئے خاص دعاؤں کی درخواست ہے
وکیل المال تحریک جدید قادیان

دفتر اول ۲۷ء

مکرم حضرت حافظ محمد امین صاحب قادیان ۶-۶۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مرحومہ " " ۶/۶۲
مکرم حضرت حاجی محمد الدین صاحب " ۱۰/-
" مولوی محمد عبد اللہ صاحب " ۵/۳۱
مکرمہ فتح بی بی صاحبہ اہلیہ
مولوی محمد عبد اللہ صاحب " ۵/۳۱
مکرم مولوی عبد المطلب صاحب مبلغ " ۲۰/۲۵
" غلام قادر صاحب شرق سکندر آباد ۵/-
" میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ ۸۴/-
" " محمد عمر صاحب سہگل " ۷۴۰/-
" عبد الغفار صاحب تیرگر یادگیر ۱۴/۲۵
مکرمہ فاطمہ بیگم صاحبہ اہلیہ
سیٹھ عبد الحی صاحب " ۶۶/۵۰
" امۃ الحی بیگم صاحبہ اہلیہ
محمد اسمٰعیل صاحب وکیل " ۵۸/-
مکرم عبد الرحیم صاحب " ۲۳/-
مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ زوجہ
اکبر حسین صاحب " ۴۴/۰
مکرم قاضی محمد ظہیر الدین صاحب
علی پور کھیڑہ ۸/۲۵
" یوسف حسین صاحب حیدر آباد ۵/۰
" امام علی صاحب اودے پور کٹیا
شاہجہان پور ۱۶/۹۴

دفتر دوم ۱۷ء

مکرمہ اہلیہ صاحبہ محمد شریف صاحب گجراتی قادیان ۵/۱۹
" اہلیہ صاحبہ نور احمد صاحب " ۶/۱۲
" اہلیہ صاحبہ فتح محمد صاحب گجراتی " ۵/۷۰
" اللہ رکھی صاحبہ اہلیہ فضل الرحمن صاحب " ۶/-
" والدہ صاحبہ بشیر احمد صاحب جہلم " ۱۳/۱۲
مکرم چوہدری محمد احمد خان صاحب " ۷/۳۱
بچگان چوہدری محمد احمد خان صاحب " ۲/۶۲
مکرم ظہور احمد صاحب گجراتی " ۱۰/۹۷
مکرمہ اہلیہ صاحبہ ظہور احمد صاحب " ۷/۶۸
مکرم سید عبد المصور صاحب " ۶/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ خلیل الرحمن صاحب " ۵/۶۹
" اہلیہ صاحبہ مولوی محمد الیاس لونا صاحب " ۵/۶۹
والدین مکرم حاجی محمد الدین صاحب ۱۱/۰۶
مکرمہ اہلیہ صاحبہ مولوی محمد ایوب فاضل صاحب " ۵/۵۳
" والدہ صاحبہ گیانی بشیر احمد صاحب " ۵/۸۱
" اہلیہ صاحبہ محمد خضر صاحب " ۷/۰۶
" مکرمہ اہلیہ صاحبہ چوہدری محمد احمد خان صاحب " ۵/۵۶
مکرم نعمت اللہ صاحب غوری یادگیر ۲۵/-

مکرم عبد الحفیظ صاحب گلبرگہ یادگیر ۱۱/۲۵
مکرمہ عزیزہ بیگم صاحبہ " ۶/۲۵
مکرم عمر فاروق صاحب کلاڑجی " ۵/۲۵
مکرم نثار احمد صاحب " ۶/-
" عبد المجیب صاحب گلبرگہ " ۶/۲۵
" فاروق احمد صاحب تیرگر " ۶/-
مکرمہ زینب بی بی صاحبہ " ۶/۷۵
مکرم محمد سلیمان صاحب " ۵/۰۰
" سید محی الدین صاحب از طرف خود رانچی ۶۸۵/-
" از طرف علی اللہ " " ۱۰۰/-
مکرم سردار محمد خان صاحب سانڈھن ۵/۵۶
" وی۔ کے محی الدین صاحب بمبئی ۱۲/۲۵
" عبد الرزاق صاحب بنگلوری " ۱۴/۰۰
" بی عبد الرزاق صاحب " ۶/۰۰
" عبد القادر صاحب سر مکیہ " ۵/۰۰
" عبد القادر صاحب ہوٹل والے " ۲۶/۰
" شیخ احمد صاحب گلشن آبادی " ۵/۲۵
" شفیع احمد صاحب مالاباری کلکتہ ۹۲/-
مکرم داؤدی " " " ۲۸/-
مکرمہ اہلیہ صاحبہ " " ۱۳/-
مکرم سلطان احمد صاحب ابن " " ۸/۰۰
مکرمہ نعیمہ طاہرہ صاحبہ بنت " " ۷/۰۰
مکرم ذیشان احمد صاحب پسر " ۵/-
" شمس الدین صاحب حیدر آباد " ۱۵/۰۰
مکرم امانت اللہ صاحب " ۱۰/-
" سید محمد سرور صاحب برنپٹیل ۶/۰
" مولوی حکیم الدین صاحب علی پور کھیڑہ ۷/۰۰
" محمد اسلم صاحب " ۵/۲۵
" سید احمد علی صاحب " ۵/۶۲
" منور احمد صاحب سورب ۱۰/-
" نثار احمد صاحب " ۵/۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ ایم محمد عثمان صاحب ۵/۲۵
مکرم حسین محمد صاحب جعفری مدراس " ۶/-
" ایم۔ کے ایس محی الدین صاحب " ۵/-
" ڈاکٹر اصغر نوہرہ صاحب " ۱۰/۰۰
" عابد محمد صاحب " ۵/۰۰
" عبد القادر صاحب آسنور ۶/۰۰
" خواجہ حبیب اللہ صاحب " ۵/۰۰
" ای محمد صاحب ستموگہ ۵/۰۰
" سید محمد جعفر صادق صاحب " ۱۵/۰۰
" بی عبد الرحیم صاحب پینگاڈی ۲۵/۰۰
" ایم ابراہیم کٹی صاحب " ۱۸/۵۰
" عبد اللہ مصطفےٰ صاحب " ۱۰/۰۰
" بی احمد صاحب بی۔ اے " ۱۲/۰۰
مکرمہ سی۔ ایچ رقیہ صاحبہ " ۵/۲۵

مکرمہ سی۔ ایچ فاطمہ صاحبہ پینگاڈی ۵/۲۵
" بی زبیدہ صاحبہ " ۵/۲۵
مکرم شیخ ظفر احمد صاحب حیدر آباد ۵/۲۵
مکرمہ اہلیہ صاحبہ محی الدین صاحب غوری " ۲/۸۸
مکرم سید اسحاق احمد صاحب " ۱۱/-
" عبد القادر صاحب نظام آباد " ۷/۰۰
مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ " ۵/۰۰
مکرم راشد احمد خان صاحب شاہجہان پور ۱۱/۲۵
" خواجہ محمد صدیق صاحب نانی پونچھ ۱۰/۲۵
مکرمہ نصیر جہان صاحبہ مظفر پور ۵/۰۰
مکرم منشی عبد اللطیف صاحب سرائے نگر ۱۷/۱۲
مکرمہ خورشید جہاں بیگم صاحبہ بیگم سرائے ۲۴/۵۰
مکرم حبیب خان صاحب چاہ بیرہ گنج ۵/۰۰
" ستار خان صاحب " ۵/۰۰
" سراج محمد صاحب کیرنگ ۵/۳۱
مکرمہ طوطی بی بی صاحبہ " ۵/۰
" باٹو بی بی صاحبہ " ۵/۱۲
مکرم نجیب لال خان صاحب " ۷/۲۵
مکرمہ مریم بی بی صاحبہ " ۵/۲۵
مکرم شیخ محرم علی صاحب " ۵/۰۰
مکرمہ بشیرہ بی بی صاحبہ " ۵/۰۰
" زہرہ بی بی صاحبہ " ۵/۳۸
" زبیدہ بی بی صاحبہ " ۵/۰۶
مکرم غلام احمد خان صاحب " ۵/۱۹
" منشی خان صاحب " ۵/۵۰
مکرمہ سلیمن بی بی صاحبہ " ۵/۹۴
" جمیلہ بی بی صاحبہ " ۵/۱۲
مکرمہ اہلیہ صاحبہ دائم خان صاحب " ۵/۱۳
" ولہ بی بی صاحبہ " ۵/۲۵
مکرم یعقوب خان صاحب " ۵/۰۰
مکرمہ خدیجہ خاتون صاحبہ " ۵/۰۰
" امۃ الحی بیگم صاحبہ " ۵/۰۰
" اشرف بی بی صاحبہ " ۵/۰۰

مکرم محمد عبد الرب صاحب مع اہلیہ محبوب نگر ۵/۲۵
مکرمہ امۃ اللہ صاحبہ عرف فاطمہ بی بی صاحبہ ۱۰
مرحومہ محبوب نگر ۱۰/۰۰
مکرم عبد الغفور صاحب مرحوم " ۵/۰۰
مکرم سید احمد حسین صاحب " ۵/۰۰
مکرمہ امن بی بی صاحبہ " ۵/۰۰
مکرم داد کھابی مرجی صاحب بھیلی ۵/۰۰
" عبد الرزاق صاحب کنترو " ۵/۰۰
" محمد عبد النبی صاحب " ۵/۰۰
" علی ابوبکر صاحب منارگھاٹ ۱۰/۰۰
" کے محمد کنجو صاحب کیرونگاپلی ۱۵/۰۰
مکرم ایم ماشتقن کنجو صاحب " ۵/۰۰
" ایم محی الدین کنجو صاحب " ۳۵/-
" ٹی۔ اے احمد صاحب ستان کولم ۵۱/-
" ایم جمال الدین صاحب " ۱۵/۰۰
" اے۔ پی کنہامو کالیکٹ ۳۰/۰۰
" کے محمد کویا صاحب " ۵/۰۰
" کے پی احمد کویا صاحب " ۵/۰۰
" ولی محمد صاحب ٹیلی چیری ۵/۶۰
" ولی محمد صاحب کنی پورہ ۵/۰۰
" محمد ابراہیم صاحب بدہ پورہ ۱۰/۰۰
" شیخ بی اسماعیل صاحب کبوکبنڈاٹ ۲۰/۹۲
" شیخ غلام ابراہیم صاحب کیبنڈ ٹاپاڑہ ۵/-
" پی۔ ایچ اسمٰعیل صاحب مرکرہ ۳۲/-
" پی احمد علی صاحب " ۲۴/۰۰
مکرمہ اہلیہ صاحبہ پی احمد علی صاحب " ۲۰/-
مکرم یو عمر علی صاحب " ۱۳/۰۰
" یو عثمان صاحب " ۱۲/۰۰
" یو عثمان صاحب " ۱۲/۰۰
" ایم عبد الرحیم صاحب " ۱۲/۰۰
" ایم محمد شریف صاحب " ۱۲/۰۰
" ایم عبد الجلیل صاحب " ۱۲/۰۰
" ایم قمر الدین صاحب " ۱۲/۰۰
" ایم ظفر اللہ صاحب " ۱۲/۰۰
" امام حسین صاحب نورجی مانک گڑھ ۶/۰۰
" امیر صاحب چیکوڈی " ۶/۰۰
" عبد المنان صاحب " ۶/-
" عبد اللطیف صاحب " ۶/۰۰
" عبد الکریم صاحب " ۶/۰۰
" مریم بی بی صاحبہ " ۶/۰۰
" شیخ احمد دین صاحب کرڈا یلی ۵/۱۹
" غلام محمد صاحب کالابن کوٹھی ۵/۵۰

عزیز اشفاق احمد کی تلاش!

عرض ہے کہ میرا لڑکا اشفاق احمد عرف اشتیاق احمد عمر ۱۸ سال رنگ گندمی میانہ قد چہرہ گول دو دانت کے اوپر ایک فاضل دانت اوپر کے حصہ میں بائیں طرف کا نکلا ہوا ہے جس سے بائیں طرف کا لب کچھ اٹھا ہوا ہے۔ ۲۰ رمضان المبارک سے گھر سے ناراض ہو کر لاپتہ ہے۔ وہ لڑکا جلد سازی کا کام جانتا ہے بڑے بڑے شہروں میں تلاش کرنے پر بھی نہیں ملا۔ اگر کسی دوست کو عزیز مذکور کا پتہ ملے تو ضرور مجھے ذیل پتہ پر مطلع فرمادیں عین نوازش ہوگی۔ اگر اشفاق احمد خود پڑھے تو فوراً گھر پہنچ جائے کیونکہ والدین کی حالت نہایت تشویشناک ہے۔ پتہ یہ ہے:-

Mr. Nasiruddin Ahmad
P. GHAZIPUR
Dist MONGHYR BIHAR

خاکسار میر نصیر الدین احمد احمدی
از غازی پور

خبریں

نئی دہلی ۲۷ اپریل۔ آج برطانیہ اور روس نے لاؤس میں جنگ بند کرنے کیلئے مشترکہ اپیل جاری کر دی۔ انہوں نے یہ اپیل ہند چینی کے متعلق جنیوا کانفرنس کے چیئر مینوں کی حیثیت میں جاری کی ہے۔ اور اس اپیل کی ایک نقل آج پونے چار بجے بعد دوپہر روسی وزیر خارجہ مسٹر مینی کوف اور برطانوی ہائی کمشنر مسٹر بال گور سے بوتھ نے بھارت کے پردھان منتری پنڈت نہرو کو پیش کر دی کیونکہ بھارت کو جنیوا کانفرنس کے تحت لاؤس ویٹ نام اور کمبوڈیا کے نگران کمیشن کا چیئر مین مقرر کیا گیا تھا۔ لاؤس کا بین الاقوامی نگران کمیشن ان دنوں معطل ہے۔ لیکن اسے ختم نہیں کیا گیا تھا۔ جنگ بندی کی مشترکہ اپیل میں بین الاقوامی نگران کمیشن کو بھی بحال کرنے کی درخواست کی گئی ہے تاکہ وہ جنگ بند کرنے کے فیصلہ پر عملدرآمد کی نگرانی کرے۔ اس میں بھارت سے کمیشن کے چیئرمین کی حیثیت میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ نگران کمیشن قائم کرنے کا اقدام کرے۔ روس اور برطانیہ کے نمائندوں نے اعلان کیا ہے کہ شری نہرو نے فی الفور اس مطلب کی کارروائی کرنا منظور کر لیا ہے۔ انہوں نے شری نہرو کے ساتھ نصف گھنٹہ تک بات چیت کی۔

نئی دہلی ۲۴ اپریل۔ لوک سبھا میں آج کریمینل لا ترمیمی بل پاس کر دیا گیا۔ جس کا مقصد ایسے اشخاص کو سزا دینا ہے جو کہ بھارت کی علاقائی حدود اور یکجہتی کو نقصان پہنچا رہے ہوں۔ اس بل کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے شری داتار نے کہا کہ گورنمنٹ اس لئے یہ بل پیش کرنے پر مجبور ہو رہی ہے کہ دیر سے بھارت کی سرحدیں طے شدہ ہیں لیکن کچھ اشخاص ان سرحدوں کے متعلق ایجی ٹیشن اور غدارانہ پراپیگنڈا کرنے میں مصروف ہیں۔ جن سے نپٹنے کے لئے موجودہ قانون کافی نہیں۔ اس پراپیگنڈا کا ایک پہلو مختلف نقشے اور کتابیں درآمد کرنا ہے۔ تاکہ غلط پراپیگنڈہ سے لوگوں میں بے اطمینانی پھیلائی جائے۔ چنانچہ اس نئے بل کی رو سے یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ جو کوئی بھی شخص زبانی تحریری الفاظ سے یا کسی نشان یا اشارے سے بھارت کی سرحدوں کو ایسے طریقہ سے چیلنج کرتا ہے جو کہ ملک کے مفاد اور حفاظت کے خلاف ہو۔ تو ایسے شخص کو تین سال تک قید کی سزا یا جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

نئی دہلی ۲۴ اپریل۔ پردھان منتری پنڈت نہرو نے ہفتہ وار ملٹیر کے نمائندہ کے ساتھ ایک انٹرویو میں کہا کہ دنیا کے امن کا انحصار تخفیف اسلحہ کے معاملہ پر ہے۔ کانگو کا ، لاؤس کیوبا کا جھگڑا بھارت چین سرحدی جھگڑا بھی اہم ہیں اور یہ سب تخفیف اسلحہ سے وابستہ ہیں۔ اور ان میں سے کوئی بھی معاملہ بھڑک اٹھا تو عالمی امن تباہ ہو جائے گا۔ اندریں حالات آپ نے تمام متعلقہ ممالک سے اپیل کی ہے۔ کہ وہ تشدد اور منافرت کی دھمکیاں۔ انتقام اور جوابی کارروائی کی باتیں ترک کر کے ... صبر و حلیمی اور استقلال کا طریق کار بنائیں۔

نئی دہلی ۲۴ اپریل۔ آج وزیر اعظم پنڈت نہرو نے سیر و سیاحت کے متعلق ایک سیمینار کا افتتاح کرتے ہوئے سیر و سیاحت کو ترقی دینے کے فوائد کی وضاحت کی اور کہا کہ اقتصادی اور دوسرے نقطۂ نظر کے علاوہ بین الاقوامی مفاہمت اور دوستی بڑھانے کے نقطۂ نظر سے سیر و سیاحت کو ترقی دینا ضروری ہے۔ آپ نے کہا میرا کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ اس سے بین الاقوامی مسائل حل ہو جائیں گے لیکن اس سے دنیا کے مختلف لوگ ایک دوسرے کے نزدیک آ جاتے ہیں۔ سیمینار میں متعدد ممالک کے نمائندے شریک ہوئے۔ شری نہرو نے کہا کہ سیاح خواہ کسی ملک کے ہوں۔ انہیں کچھ سیکھنے کے نقطۂ نظر سے دوسرے ملک میں جانا چاہیئے۔ اور اس ملک کے جذبات اور طور طریقوں کو سمجھنا چاہیئے۔ اس طرح انہیں دنیا کی زیادہ سوجھ بوجھ ہو سکے گی متعلقہ ملک کے لوگوں کے جذبات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ سیاح کو اس ملک کی زبان آتی ہو۔

ہوانا ۲۴ اپریل۔ کیوبا کے وزیر اعظم ڈاکٹر کاسٹرو نے کیوبا پر باغی فوجوں کے حملہ کے دوران کی پسپائی کے بعد آج پہلی بار ٹیلی ویژن پر بیان دیا۔ انہوں نے اس الزام کو غلط قرار دیا کہ کیوبا میں روس کے ایم۔ آئی جی قسم کے جیٹ ہوائی جہاز باغی فوجوں کے خلاف استعمال کئے گئے۔ انہوں نے کہا باغیوں کے دس ہوائی طیارے مار گرائے جبکہ ہمیں صرف دو جہازوں کا نقصان ہوا۔ اس لڑائی میں ۴۰۸ باغی مارے گئے اور ۸۷ سرکاری فوجی ہلاک ہوئے۔ انہوں نے بتایا کہ ۹۵۰ باغی گرفتار کئے گئے ہیں ہم نے دشمن کا ایک بحری جہاز ڈبو دیا۔ باغیوں کے پانچ شرمن ٹینک کئی بکتر بند گاڑیاں اور کئی مشین گنوں پر قبضہ کر لیا۔

پیرس ۲۴ اپریل۔ الجیریا کی جن فوجوں نے جنرل ڈیگال کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی ہے ان کی طرف سے اب فرانس کی سرزمین پر بھی اچانک حملہ کئے جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے ان کے حملے الجیریا تک محدود تھے۔ آج صبح فرانس کے وزیر اعظم نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ باغی فوج فرانس پر اچانک حملہ کرے گی۔ چنانچہ فرانسیسی فوجوں کو ایسے اچانک حملوں کا تمام ذرائع سے سامنا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پیرس میں باغی فوجوں کی طرف سے ہوائی حملہ کئے جانے کا امکان ہے۔ فرانس کے وزیر اعظم نے اہل ملک سے اپیل کی ہے کہ وہ اس نازک صورت حال میں جنرل ڈیگال پر بھروسہ رکھیں اور ان کے ساتھ تعاون کریں۔ فرانس کے صدر جنرل ڈیگال نے کل رات قوم کے نام ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر تقریر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ وہ الجیریا کے کرائسس کے پیش نظر فرانس کے آئین کی دفعہ ۱۶ کے ماتحت خاص اختیارات اپنے ہاتھ میں لے رہے ہیں۔

جالندھر ۲۲ اپریل۔ تحصیل نکودر میں موضعات یوسف پور۔ باکر کے وغیرہ ۹ قصبات کے علاقہ میں دریائے ستلج کے پانی کا بڑا بھاری ذخیرہ آب جا رہا ہے۔ چنانچہ ان ۹ دیہات کے لوگوں کو وہاں سے اٹھنے کا حکم دے دیا گیا ہے اس علاقہ کے ہری جنوں اور دیگر لوگوں نے پنجاب سرکار سے مطالبہ کیا ہے کہ ان کے مکانوں کا معاوضہ دلایا جائے اور انہیں نزدیک ہی زمین دی جائے۔

ہندوستان کے شہری حقوق کی تفویض

مندرجہ ذیل عورتوں اور بچوں کو جو گذشتہ کئی سال سے پاکستانی پاسپورٹ پر اپنے خاوندوں اور والدین کے پاس مقیم تھے مورخہ ۱۰ اپریل کو جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر گورداسپور نے ان کو ہندوستانی شہریت کے سرٹیفکیٹ عطا کئے۔

نام	سرٹیفکیٹ	نمبر
۱۔ مسماۃ مختار بیگم زوجہ چوہدری غلام ربانی صاحب	سرٹیفکیٹ	۲۵
۲۔ ” امۃ اللطیف دختر ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب	”	۲۶
۳۔ فرزانہ اقبال دختر بشیر احمد صاحب گھٹیالیاں	”	۲۷
۴۔ محمد اکبر ولد محمد صادق صاحب ننگلی	”	۲۸
۵۔ حمیدہ بشریٰ دختر محمد صادق صاحب ننگلی	”	۲۹
۶۔ محمد عارف ولد محمد صادق صاحب ننگلی	”	۳۰
۷۔ امۃ اللطیف بشریٰ دختر ملک بشیر احمد صاحب ناصر	”	۳۱
۸۔ عزیزہ مبارکہ دختر ” ” ”	”	۳۲
۹۔ بشیر احمد ولد بشیر احمد صاحب بانگروی	”	۳۳
۱۰۔ امۃ العزیز دختر ” ”	”	۳۴
۱۱۔ امۃ النصیر ” ” ”	”	۳۵
۱۲۔ امۃ الرفیق ” ” ”	”	۳۶
۱۳۔ امۃ الوحید ” ” ”	”	۳۷

ناظر امور عامہ قادیان